حلال جانور کے 22 مکروہ اجزاء کی آسان انداز سے تفصیل اور دار الافتاء اہلِ سنت
کے فتاویٰ کی روشنی میں مکروہِ تحریمی و مکروہِ تنزیہی اجزاء کی تعیین پر مشتمل کتاب

اَلْاَقْوَالُ الرَّجِیحَۃُ فِیمَا یُکْرَہُ مِنْ اَجْزَاءِ الذَّبِیحَۃِ

گوشت کے وہ حصے جن کا کھانا منع ہے

صفحات: 108

مصنف
مفتی محمد ساجد عطاری

اَلْاَقْوَالُ الرَّجِیحَۃُ فِیمَا یُکْرَہُ مِنْ اَجْزَاءِ الذَّبِیحَۃِ

گوشت کے وہ حصے جن کا کھانا منع ہے

مصنف

مفتی محمد ساجد عطاری

پیش کش

حلال ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل (دارالافتا اہلِ سنت، دعوتِ اسلامی)

Halal Research & Advisory Council

(Darulifta Ahl-e-sunnat Dawat-e-Islami)

Islamic Research Centre

عنوان

اَلْاَقْوَالُ الرَّجِیحَۃُ فِیمَا یُکْرَہُ مِنْ اَجْزَاءِ الذَّبِیحَۃِ

گوشت کے وہ حصے جن کا کھانا منع ہے

موضوع

فقہ الحلال

مصنف

مفتی محمد ساجد عطاری

ریسرچ ڈیپارٹمنٹ

حلال ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل

(دارالافتا اہلِ سنت، دعوتِ اسلامی)

Halal Research & Advisory Council
(Darulifta Ahl-e-sunnat Dawat-e-Islami)

صفحات

108

ٹوٹل تعداد

5000

پہلی اشاعت

ذوالحجہ1446ھ،مئی2025ء

تعداد:5000

دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

پاکستان کے چند مکتبۃ المدینہ

کراچی: عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ نزد عسکری پارک کراچی	+92 312 2802126	لاہور: داتا دربار مارکیٹ نزد ستا ہوٹل گنج بخش روڈ لاہور	+92 42 37300561
ملتان: نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان	+92 61 4511192	اسلام آباد: فیضان مدینہ، شبیر شریف روڈ، جی 11 مرکز، اسلام آباد	+92 314 5208663
فیصل آباد: امین پور بازار فیصل آباد	+92 41 2632625	راولپنڈی: اقبال روڈ فضل داد پلازہ بیسمنٹ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی	+92 51 5553765
حیدر آباد: فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن حیدر آباد	+92 313 0492960	پشاور: سٹی ٹاور شاپ #ایف15,16 کابلی روڈ پشاور	+92 341 1458486
کراچی: اردو بازار نزد سوبھراج ہسپتال کراچی	+92 318 3402526	کراچی: رضا مسجد چشتیہ مارکیٹ کورنگی 4 نمبر کراچی	+92 311 2569741
گجرانوالہ: عرفات کالونی شیخوپورہ موڑ جی ٹی روڈ گجرانوالہ	+92 316 7223528	گجرات: گلی فیضان مدینہ شاہ جہانگیر روڈ گجرات	+92 312 6372786
آزاد کشمیر: نزد فیضان مدینہ چوک شہیداں میرپور آزاد کشمیر	+92 300 5787824	خان پور: شاہی روڈ نزد دورانی چوک خان پور	+92 312 7436719

UAN: +92211111252692, Ext : 1144 , , :92-313-1139278, Ext : 9223

www.dawateislami.net www.maktabatulmadinah.com

ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadinah.com

فہرست

انتساب

راقم الحروف اپنی اس حقیر سی کوشش کو اپنے پیرو مرشد، سیّدی وسندی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دام ظلہ العالی کی طرف منسوب کرتا ہوں کہ جن کے حکمِ والا پر راقم الحروف نے اس موضوع پر کتاب لکھنا شروع کی اور جو وقتاً فوقتاً تکمیل کی ترغیب، حوصلہ افزائی اور دعاؤں پر مشتمل پیغامات بھیجتے رہے۔

اور جن کی روحانی نظر و فیض سے میں اس کتاب کی بعض مشکل ابحاث کا شرعی حکم واضح کرنے پر کامیاب ہوا۔

محمد ساجد عطاری

15 ذوالقعدۃ الحرام، 1446ھ

13 مئی، 2025ء

پیشِ لفظ

حلال جانور بھی جب تک زندہ ہوتا ہے، وہ حرام ہی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں یہ بیان ہوا کہ جانور کا جو حصہ اس کی زندگی میں اس سے جدا کر لیا جائے وہ مردار ہے۔[1] پھر جب جانور شرعی طریقے سے ذبح کر لیا جائے تو اس وقت یہ حلال ہو جاتا ہے۔ اور ذبحِ شرعی کے بعد اس کا گوشت، چربی اور ہڈیاں وغیرہ پاک ہو جاتے ہیں۔ اور ذبحِ شرعی کے بعد جانور کا کوئی بھی جزو، مردار نہیں کہلاتا۔

البتہ ذبحِ شرعی کے بعد بھی جانور کے کچھ اعضا و اجزاء ایسے ہوتے ہیں جنہیں کھانا شریعت نے ممنوع یا مکروہ قرار دیا ہے۔ ان اجزاء کی ممانعت یا کراہت کا سبب ان کا مردار ہونا نہیں، بلکہ یہ ممانعت و کراہت کسی اور وجہ سے ہے، مثلاً اس وجہ سے کہ وہ گندے اور گِھن والے اجزاء ہیں۔ ایسے سات اجزاء کا بیان تو حدیثِ پاک میں موجود ہے۔ اور حدیث کی روشنی میں بہت سی کتبِ فقہ میں بھی ان کا بیان ہے۔ لیکن اس حدیث میں بیان کردہ سات چیزوں کی علت اور شریعت کے دیگر ضابطوں کو سامنے رکھتے ہوئے علماءِ کرام نے ان سات کے علاوہ بھی کچھ اجزاء کو مکروہ قرار دیا ہے۔ امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلی شخصیت ہیں کہ جنہوں نے متفرق کتب میں بیان کردہ اجزاء اور اپنی طرف سے مزید کچھ اضافہ کر کے مجموعی طور پر ایسے 22 مکروہ اجزاء کا ذکر اپنے فتوے میں کیا ہے۔

اب بائیس مکروہ اجزاء سے متعلقہ کچھ شرعی احکام ایسے ہیں جو عام طور پر کتب

---

1 ... سنن ترمذی میں ہے: ”مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ“ (ترمذی، 4/74، حدیث: 1480)

میں واضح انداز سے بیان نہیں کئے گئے۔

مثلاً بعض اجزاء ایسے ہیں جن کو مکروہ تو قرار دیا گیا ہے لیکن ان کے مکروہِ تحریمی ہونے یا مکروہِ تنزیہی ہونے کے متعلق نہ تو کچھ واضح بیان ملتا ہے اور نہ کراہت کی کوئی فقہی علت یا دلیل بیان کی گئی کہ جس سے ان کی کراہت کا درجہ متعین کیا جا سکے۔ حالانکہ کسی بھی جزو کے متعلق مکروہِ تحریمی ہونے یا مکروہِ تنزیہی ہونے کا فیصلہ بہت اہم ہے۔ کیونکہ مکروہِ تحریمی ہونے کا مطلب تو یہ ہو گا کہ یہ ایسا ممنوع ہے جس کا کھانا ناجائز و گناہ ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے اور مکروہِ تنزیہی ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ ایسا ممنوع ہے جسے کھانا شریعت نے ناپسند کیا ہے البتہ اس کی ممانعت گناہ کی حد تک نہیں۔

پھر مسلمان جانے یا انجانے میں اس طرح کا کوئی جزو اگر کھانے میں استعمال کر رہے ہیں یا ہنڈیا میں پک جاتا ہے تو اس جزو کے متعلق مکروہِ تحریمی ہونے یا نہ ہونے کا یہ سوال مزید اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔

یونہی بعض اجزاء کے تعلق سے کچھ تشنگی یوں بھی باقی ہے کہ ان سے بچنے کا اہتمام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جیسے گوشت میں یا باریک رگوں میں موجود خون کے اجزاء جو اکثر مرغی کے گوشت میں دکھائی دیتے ہیں یا مرغی کی گردن میں موجود حرام مغز وغیرہ ایسے اجزاء کے متعلق یہ سوال ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا ان اجزاء سے بچنا کس قدر ضروری ہے؟ اور جو بچ نہیں رہے تو کیا وہ گنہگار ہیں یا کوئی رخصت کا حکم ہے؟

اس کے علاوہ جانور کے کچھ اجزاء ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے حکم کے متعلق

لوگ تشویش کا شکار رہتے ہیں اور ان کے متعلق سوالات کرتے رہتے ہیں، جیسے مرغی کا پوٹا، مرغی کے پنجے، جانور کے گردے اور اوجھڑی وغیرہ۔ ایسے اجزاء کا واضح حکم مع دلائل بیان کرنے کی ضرورت تھی۔

اسی ضرورت کے پیشِ نظر اورامت کی بہتر رہنمائی کی خاطر شیخِ طریقت، قبلہ امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے 18 جون 2024 کو ایک ویڈیو پیغام کے ذریعے مجھے یہ حکم ارشاد فرمایا کہ میں یہ کام کروں! اور ساتھ ہی کام کی تکمیل کے لئے چالیس دن کا ہدف بھی دیا۔

چونکہ اندازہ تھا کہ مکروہ اجزاء میں سے کچھ اجزاء کے مکروہِ تحریمی یا تنزیہی ہونے کے اعتبار سے اور بعض دیگر اعتبار سے شرعی حکم میں بہت زیادہ خفا ہے اور کتبِ فقہ میں عموماً اس پر تفصیلی کلام نہیں ملتا، اس لئے ان امور پر تحقیق و تنقیح کرنا کافی دقت و محنت طلب کام ہوگا(جس کا اندازہ آپ دار الافتاء اہلِ سنت کے ان فتاویٰ کو دیکھ کر لگاسکتے ہیں جن کا حوالہ اس کتاب میں دیا گیا ہے۔) اور پھر ایسے مسائل میں کوئی نئی رائے اختیار کر کے فتویٰ دینا ہو تو دار الافتاء اہلِ سنت کے معیار کے مطابق تحقیقی انداز سے فتویٰ لکھ کر بڑے اور ماہر اساتذہ و مفتیانِ کرام سے اس کی تصدیق لینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ جس میں استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی ہاشم صاحب دامت برکاتہم العالیہ جو میرے دیگر فتاویٰ چیک فرماتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ بالخصوص رئیس دار الافتاء اہلِ سنت، شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ مفتی محمد قاسم قادری دام ظلہ العالی سے تصدیق لینا بھی بہت ضروری تھا اور یہ سارے مراحل طے کرنا مشکل ہونے کے ساتھ

ساتھ وقت طلب بھی تھے۔

لہٰذا قبلہ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے پیغام پر جواب کے طور پر ہدف کے مطابق کام مکمل کرنے کی نیت کا اظہار بھی کیا اور ساتھ ہی دعا کا بھی عرض کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ "کام قدرے مشکل ہے لیکن اگر آپ دعا فرما دیں تو ان شاء اللہ! کوئی مشکل نہیں رہے گی۔"

بہر حال چالیس دن کے اندر کتاب کا ابتدائی کام اور مشکل مسائل پر تحقیق کا ابتدائی کام مکمل ہو گیا تھا۔ لیکن کام ایسا مکمل نہیں تھا کہ منظرِ عام پر لایا جا سکے، اس کے لئے دیگر مراحل طے کرنا ابھی باقی تھے۔ لہٰذا روٹین کے دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی چلتا رہا اور اس عرصہ کے دوران امیرِ اہلِ سنت دام ظلہ العالی یوں شفقت فرماتے رہے کہ کام کی پروگریس پوچھتے اور دعاؤں سے نوازتے رہے اور پھر امیرِ اہلِ سنت کے روحانی فیوض اور دعاؤں کی برکت سے اور اساتذہ کرام کی رہنمائی سے بالآخر آہستہ آہستہ یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا جو آپ کے سامنے کتاب کی شکل میں موجود ہے۔

کتاب کی ترتیب و انداز سے متعلق کچھ وضاحت:

اس کتاب کے مقدمے میں موضوع سے متعلق چند اہم پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے اور پھر تمام بائیس مکروہ اجزاء کا حکم اور ان کے متعلقہ کچھ تفصیلات آسان اور عام فہم انداز سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ عوام کے لئے کتاب سے استفادہ (فائدہ حاصل کرنا) آسان رہے۔ اور مزید آسانی کے لئے یہ طریقہ بھی اختیار کیا گیا

ہے کہ اصل متن میں عربی عبارات و تراجم وغیرہ شامل نہیں کئے گئے۔ بلکہ عربی عبارات کو حاشیے میں بغیر ترجمے کے شامل کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ عبارات و حوالہ جات اہلِ علم کے لئے ہوتے ہیں لہٰذا وہ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں اور عوام کے لئے اصل متن میں موجود مواد کافی ہے۔

آخر میں ایک خاتمہ ہے جس میں متفرق سوال و جواب کی صورت میں کچھ ایسے اجزاء کے متعلق احکام لکھے گئے ہیں جن کے بارے میں عموماً لوگ سوال کرتے ہیں۔

اور کتاب مختصر رکھنے کی خاطر بعض مکروہ اجزاء سے متعلق دار الافتاء اہلِ سنت سے جاری ہونے والے تفصیلی و تحقیقی فتاویٰ کو کتاب کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ یہ فتاویٰ آپ دار الافتاء اہلِ سنت کی ویب سائٹ سے مطالعہ کر سکتے ہیں اور کتاب کے متعلقہ مقامات پر ان فتاوی جات کا لنک کیو آر (QR) کوڈ کے ذریعے شامل کر دیا گیا ہے۔ جسے موبائل سے اسکین کرکے آپ متعلقہ فتویٰ تک پہنچ سکتے ہیں۔

بعض اجزاء کی نشاندہی و مزید وضاحت کے لئے کتاب کے آخر میں ان اجزاء کی فور کلر تصاویر بھی ایڈ کی گئی ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی رہے۔

حلال ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل (Halal Research & Advisory Council)

یہ کتاب دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی) کے ذیلی شعبہ **”حلال ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل“** کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے۔ حلال فوڈز انڈسٹری عصرِ حاضر میں عالمی سطح پر تیزی سے ترقی کرنے والی بڑی صنعتوں میں شمار ہوتی ہے۔ جس کا دائرہ کار اب صرف خوراک تک محدود نہیں رہا بلکہ ادویات، کاسمیٹکس اور دیگر کئی صنعتوں

تک وسیع ہو چکا ہے۔ بدلتے حالات اور صنعت کاری کے جدید طریقوں کی وجہ سے اس فیلڈ میں بھی حلال و حرام کے متعلق بہت سے جدید شرعی مسائل سامنے آئے ہیں۔ جن کے متعلق لوگوں کو رہنمائی کرنے کے لئے اس فیلڈ کو جاننے والے ماہر علماء کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی لئے دار الافتاء اہلِ سنت کے تحت اس اہم ذیلی شعبہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

اس شعبے کا بنیادی مقصد فوڈز، کاسمیٹکس اور ادویات وغیرہ میں حلال و حرام سے متعلقہ جدید مسائل پر ریسرچ کرکے لوگوں کو درست شرعی رہنمائی پہنچانا ہے۔ اس کے لئے حلال و حرام سے متعلق فتاویٰ کا اجراء، علمی و تحقیقی لٹریچر اور کتب و مقالات کی اشاعت کی جاتی ہے۔ اس سے قبل بھی ایک اہم علمی رسالہ شائع ہو چکا ہے جو مسلم و غیر مسلم ممالک سے ملنے والے "پنیر (Cheese)" کے شرعی حکم سے متعلق تھا۔ اس کے علاوہ عوامی رہنمائی کے لئے اہم موضوعات پر وقتاً فوقتاً آگاہی سیمینارز کا انعقاد کروایا جاتا ہے اور اہل و ماہر افراد کی تیاری کے لئے لاہور میں "**تخصص فی الفقہ الاسلامی و فقہ الحلال**" پچھلے کچھ عرصے سے جاری ہے۔ جس میں درسِ نظامی سے فاضل حضرات کو فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ فقہ الحلال کے خصوصی اسباق پڑھائے جاتے ہیں اور آئندہ حلال فوڈز سے متعلقہ ڈپلومہ کورس کروانا بھی اس شعبے کے اہداف میں ہے۔ اس شعبے سے رابطے کے لئے درج ذیل ای میل ایڈریس استعمال کیا جا سکتا ہے۔

halal@daruliftaahlesunnat.net

کتاب کی اشاعت میں تعاون پر بالخصوص نگرانِ مجلس المدینۃ العلمیہ مولانا محمد آصف خان عطاری مدنی زِیدَ مَجدُہٗ کا شکریہ! جن کے بھرپور تعاون کی بدولت المدینۃ العلمیہ میں کتاب "ریڈی فار پرنٹ" ہوئی۔ حوالہ جات کی سیٹنگ، کتاب کی فارمیشن، کئی بار پروف ریڈنگ، آیاتِ کریمہ کی پیسٹنگ و تقابل، فتاویٰ جات کے کیو آر کوڈز کی تخلیق، مصادر و مراجع میں اسمائے مصنفین کے التزام، کورل پر پیسٹنگ، فور کلر تصاویر کی ڈیزائننگ سمیت تمام ضروری کام المدینۃ العلمیہ میں بڑی تیزی سے ہوئے۔

آخر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کتاب کو ہر عام و خاص کے لیے نفع بخش بنائے۔ اس کتاب میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور کتاب میں بتقاضائے بشریت غلطی کا رہ جانا ممکن ہے۔ لہٰذا اہلِ علم حضرات اگر کسی جگہ کتاب میں کوئی غلطی پائیں تو درجِ ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ کر کے مطلع کر سکتے ہیں۔

محمد ساجد عطاری

15 ذوالقعدۃ الحرام، 1446ھ / 13 مئی، 2025ء

halal@daruliftaahlesunnat.net
ilmia@dawateislami.net

22 ممنوعہ اجزاء کا حکم ایک نظر میں

امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ ذبیحہ کے 22 مکروہ اجزاء کا حکم نیچے جدول میں دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام	حکم	حوالہ (Reference)
1	رگوں کا خون Flowing blood (i.e. within blood vessels)	حرام	قرآنِ پاک میں واضح حرمت بیان کی گئی ہے۔
2	پِتّا (Gallbladder)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	نمبر 2 سے نمبر 7 تک چھ اجزاء وہ ہیں جن کی ممانعت و کراہت کا بیان حدیث میں ہوا ہے اور کئی کُتبِ فقہ میں ان کے مکروہِ تحریمی ہونے کی صراحت ہے اور یہی قول مفتیٰ بہ و راجح ہے۔
3	پُھکنا / مثانہ (Bladder)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	
4	فَرَج / مادہ جانور کی شرمگاہ (Private Part of Female Animal)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	
5	ذَکَر / نر جانور کی شرمگاہ (Private Part of Male Animal)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	

6	بیضے / کپورے (Testicles)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	
7	غُدود (Abnormal lump)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	
8	پِت / صفرا (Bile)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	کتبِ فقہ اور فتاویٰ رضویہ
9	دُبُر / پاخانہ کا مقام (Anus)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	کتاب "الینابیع" اور فتاویٰ رضویہ
10	اوجھڑی / کَرِش (Tripe)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	فاکھۃ البستان اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ
11	آنتیں (Intestines)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ امجدیہ وغیرہ
12	گوشت کا خون (Meat Blood)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	گوشت، جگر (کلیجی) اور تِلّی کے خون کی کراہت کئی کتبِ فقہ میں بیان ہوئی اور دل کے خون کی کراہت فتاویٰ رضویہ میں بیان ہوئی۔ نیز فتاویٰ افریقہ میں بھی ان کے
13	جگر (کلیجی) کا خون (Liver Blood)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	
14	تِلّی کا خون (Spleen Blood)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	

15	دل کا خون (Heart Blood)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	ناجائز ہونے کی صراحت ہے۔ البتہ ان چاروں اجزاء کے مکروہِ تحریمی (ناجائز) ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب خون، ان چار اعضا سے جدا ہو تو یہ جدا ہونے والا خون جو ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے، اس کا استعمال ناجائز ہے۔ لہٰذا گوشت وغیرہ اجزاء میں جو خون رہ گیا اور اسی طرح گوشت پک گیا تو گوشت و دیگر اجزاء کھانا جائز ہے۔ تفصیل کے لئے کتاب ملاحظہ کریں۔
16	مُخاط / ناک کی رطوبت (Nasal Mucus / Snot)	مکروہِ تحریمی (یعنی ناجائز و گناہ)	العقود الدریۃ اور فتاویٰ رضویہ
17	نطفہ / مادۂ منویہ (Semen)	حرام	نمبر 17 تا نمبر 22 کا حکم کُتبِ فقہ سے واضح ہے۔

18	علقہ (Blood clot)	حرام	
19	مُضغہ / گوشت کالو تھڑا (Lump of flesh)	حرام	
20	جنین میت / مردہ بچہ (Dead Fetus)	حرام	
21	نُخاع الصُلب / حَرام مَغز (Spinal Cord)	مکروہِ تنزیہی	جامع الرموز، فاکھۃ البستان، فتاویٰ رضویہ اور دار الافتاء اہلِ سنت کا فتویٰ
22	گردن کے دو پٹھے (2 Tendons of the neck)	مکروہِ تنزیہی	جامع الرموز، طحطاوی علی الدر، فتاویٰ رضویہ دار الافتاء اہلِ سنت کا فتویٰ

مقدمہ

حلال غذا کی اہمیت اور غذا کے روحانی اثرات

غذا، انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ غذا کا ظاہری اور جسمانی اثر یہ ہوتا ہے کہ اچھی غذا صحت کو اچھا اور فاسد و خراب غذا صحت کو خراب کرتی ہے۔ اسی طرح غذا کا روحانی و باطنی اثر بھی ہوتا ہے۔ حلال اور طیب (پاکیزہ) غذا انسان کی روح کو طاقت ور بناتی ہے اور ایسی غذا کے استعمال سے تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اللہ کی رضا والے کاموں کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور حرام و ممنوع غذا، روحانی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ آدمی کو نیک کاموں کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ نیک اعمال کئے بھی جائیں تو اللہ کی بارگاہ میں قبولیت نصیب نہیں ہوتی اور ان اعمال کی برکات سے انسان محروم رہتا ہے۔

اسی وجہ سے ہماری شریعت نے ہمیں پاکیزہ غذا کھانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور غذا کے حوالے سے یہ وہی حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بھی دیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”أيها الناس، إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا، وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين، فقال: ﴿يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۟ؕ۵۱﴾ [1] وقال: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ [2]“ یعنی اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہے، وہ صرف پاک چیز

---

[1] ...پ18، المؤمنون:51

[2] ...پ2، البقرۃ:172

ہی قبول کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے رسولوں کو دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں" اور (دوسرے مقام پر) ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔"[1]

مفسرِ شہیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "حلال و طیب چیز، عبادت کا شوق، محبت کا ذوق اور دعا کی قبولیت پیدا کرتی ہے۔ دُرِ منثور اور عزیزی میں ہے کہ ایک روز سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ میں مقبول الدعاء بن جاؤں۔ تو حضور نے فرمایا کہ حلال غذا اختیار کر، تیری دعا قبول ہوا کرے گی۔ حرام لقمے سے چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ جو گوشت حرام اور رشوت سے پلا ہو اس میں دوزخ کی آگ جلد اثر کرے گی۔

مولانا (روم رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

علم و حکمت زاید از لقمۂ حلال	عشق و رقت آید از لقمۂ حلال
لقمہ تخم است وبرش اندیشہ ھا	لقمہ بحر و گوہر ش اندیشہا
زاید از لقمہ حلال اندر دھاں	میل خدمت عزم سوئے آں جہاں
چوں از لقمہ تو حسد بینی و دام	جہل غفلت زاید آں را داں حرام

(اشعار کا مفہومی ترجمہ: حلال لقمے سے علم و حکمت پیدا ہوتی ہے اور حلال لقمے سے عشقِ الٰہی اور دل کی نرمی آتی ہے، لقمہ ایک بیج ہے اور اس کا پھل انسانی خیالات ہوتے ہیں۔ لقمہ

[1]... مسلم، 2/703، حدیث:1015

ایک سمندر ہے اور اس کے موتی انسان کی سوچیں ہوتی ہیں۔ جب منہ میں حلال لقمہ داخل ہوتا ہے تو دل میں اللہ کی عبادت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔)"[1]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں: "رب تعالیٰ نے ہر چیز میں ظاہر بھی رکھا ہے باطن بھی۔ غذاؤں کا بھی یہی حال ہے کہ ظاہری غذا جسم کی پرورش کرتی ہے اور غذا کا نور دل کی قوت کا باعث ہے۔۔۔۔ روحانی نورانی غذا وہ ہے جو حلال ہو، اللہ کے ذکر سے تیار ہو، اللہ کے ذکر پر ہی استعمال ہو، یہ غذا دل میں نور، عبادات میں لذت، نیکیوں کی طرف میلان، گناہوں سے نفرت پیدا کرتی ہے۔"[2]

اور حلال و پاکیزہ غذا کا اثر اتنا گہرا ہوتا ہے کہ جہاں کے لوگوں کی غذا حلال ہوتی ہے وہاں صالحین کی کثرت دیکھنے کو ملتی ہے اور جہاں کے لوگ غذا میں حرام اور مشتبہ چیزوں سے نہیں بچتے وہاں صالحین و نیک لوگوں کی کمی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ

امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ومن المشاهدة أن بعض النواحي يكثر فيها الصالحون والمتقون، وبعضها يقلون فيه، ولقد استقرينا سبب ذلك فلم نجده غير أكل الحلال أو قلة تعاطي الشبهات، فكل ناحية كثر الحل في قوت أهلها كثر الصالحون فيها وعكسه بعكسه" یعنی یہ مشاہدے کی بات ہے کہ بعض علاقوں میں نیک اور پرہیزگار لوگ زیادہ ہوتے ہیں اور بعض میں کم، ہم نے اس کی وجہ جاننے کی کوشش کی، تو ہمیں اس کا سبب سوائے حلال کھانے اور مشتبہ چیزوں سے بچنے کے کچھ نہ ملا۔ پس جس علاقے کے لوگ زیادہ تر حلال کھاتے ہیں اور مشتبہ چیزوں سے بچتے

---

1 ... تفسیر نعیمی، 2/145، 146

2 ... تفسیر نعیمی، 8/59

ہیں، وہاں نیک لوگ زیادہ ہوتے ہیں، اور اس کے برعکس اثر بھی برعکس ہوتا ہے۔[1]

حلال وپاکیزہ غذا کے کچھ مزید فوائد:

(1) جس نے 40 دن تک حلال کھایا، اللہ کریم اس کے دل کو منور فرمادے گا اور اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمادے گا اور دنیا و آخرت میں اس کی رہنمائی فرمائے گا۔[2]

(2) حضرت سَیِّدُنا سہل بن عبداللہ تُسْتَرِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص حرام کھاتا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے اور اسے علم ہو یا نہ ہو اس کے اعضاء گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جب حلال کھانا کھاتا ہے تو اس کے اعضاء فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور اسے اعمالِ خیر کی توفیق دی جاتی ہے۔''[3]

بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ ہمیں کھانے پینے کی چیزیں بھی مہیا کی ہیں اور ہمیں اس غذا کی طرف رہنمائی بھی کر دی ہے کہ جو ہمارے جسم اور روح کے لئے بہتر ہے اور ہمیں حرام، فاسد اور خبیث قسم کی چیزوں سے دور رہنے کا حکم بھی دیا ہے تاکہ ہم فاسد غذاؤں کے برے اثرات سے بھی بچ سکیں۔

حلال پاکیزہ غذا اور گوشت:

حلال اور پاکیزہ غذاؤں میں سے حلال جانوروں کا گوشت بھی ایک عمدہ نعمت ہے۔ ان جانوروں سے دیگر فوائد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہم ان کے گوشت و

1 ...الفتاوی الفقہیۃ الکبری، 3/372

2 ...قوت القلوب، 2/470

3 ...احیاء العلوم، 2/351

دودھ وغیرہ سے اپنی غذائی ضروریات بھی پوری کرتے ہیں۔ یہاں بھی اللہ تعالٰی نے ہم پر یہ احسان فرمایاہے کہ جن جانوروں کے گوشت سے روحانی یا جسمانی طور پر برے اثرات ہوسکتے تھے جیسے شیر چیتا درندے اور سور وغیرہ ان کو حرام فرمادیا اور پاکیزہ و طیب، حلال جانوروں کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔

بلکہ حلال جانور کا گوشت بھی کسی قسم کا جسمانی اور روحانی ضرر نہ پہنچائے اس کے لئے یہ رہنمائی کردی کہ فقط اسی حلال جانور کا گوشت کھاؤ جسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ کیونکہ ذبح کرنے سے جانور کے جسم میں موجود فاسد و مضر مواد یعنی خون نکل جائے گا اور جب اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہوگا تو ایسے جانور کا گوشت تقویٰ و پرہیزگاری میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرے گا اور احسان پر احسان یہ کہ اس ذبیحہ کے اندر بھی جو اجزاء طیب و پاکیزہ نہیں تھے، ان کی طرف بھی ہماری شریعت نے ہمیں رہنمائی عطا فرمائی اور ان سے بھی بچنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ[1]

ترجمہ کنزالایمان: تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مُفَصَّل بیان کرچکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔

1 ...پ8،الانعام:119،118

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”اس فرمانِ عالی میں ان لوگوں کو بھی تنبیہ ہے جو گوشت وغیرہ چھوڑنے کو تقویٰ و پرہیز گاری سمجھتے ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ تم کو اچھی غذائیں نقصان نہیں دیں گی کیونکہ جس کھانے پینے کے اول آخر اللہ کا نام لیا جائے وہ نقصان نہیں کر سکتا۔ اس کا نام تریاق ہے۔ اس لئے مومن کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، جیتے مرتے، اللہ کا نام لیتا ہے۔ لہٰذا تم اعلیٰ غذائیں، حلال گوشت کھاؤ، اس سے تمہارا تقویٰ نہیں بگڑے گا۔ یہاں میرا نام اپنا اثر دکھائے گا۔“[1]

مزید لکھتے ہیں: ”مِمَّا“ میں مِن تبعیضیہ ہے (یعنی ذبیحہ جانور کا بعض حصہ کھاؤ) کیونکہ جانور کے سارے اعضاء نہیں کھائے جاتے۔ خون، پتہ، ذَکَر، (فوطے)، فرج، دُبُر وغیرہ اعضاء حرام ہیں۔“[2]

حدیثِ پاک میں بھی حلال جانور کے مذکورہ بالا سات اجزاء کھانے کی کراہت بیان کی گئی ہے۔ یہاں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کو جب شرعی طریقے سے ذبح کر لیا جائے تو اس کا گوشت وغیرہ اگرچہ حلال ہو جاتا ہے لیکن جانور کے بعض اعضا ایسے بھی ہوتے ہیں جو مکروہ ہیں اور انہیں کھانے سے ہماری شریعت نے ہمیں روکا ہے۔

حلال اور طیب کی وضاحت:

حلال اور پاکیزہ غذا کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

---

1 ... تفسیر نعیمی، 8/ 53

2 ... تفسیر نعیمی، 8/ 52

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ[1]

ترجمہ کنز العرفان: اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اس میں سے کھاؤ۔

مفسرِ شہیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا آیت کے تحت تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہاں حلال اور طیب میں چند طرح فرق ہے:

(1) حلال وہ جو حرام نہ ہو۔ طیب وہ جو بدمزہ یا گھنونی نہ ہو۔۔۔۔

(2) حلال وہ جو حرام نہ ہو اور طیب وہ جو حرام ذریعہ سے حاصل نہ ہوئی ہو۔ سور کتا حرام ہے۔ غیر کی بکری چوری کا مال رشوت و سود کا پیسہ خبیث ہے طیب نہیں۔

(3) حلال وہ جو حرام نہ ہو، طیب وہ جو تندرستی کو مضر نہ ہو۔ حاذق طبیب کے حکم سے جیسے کہ بیمار کو حرام چیز حلال ہو جاتی ہے ایسے ہی حلال چیز منع۔

(4) حلال وہ جسے شرع پسند کرے، طیب وہ جسے طبیعت پسند کرے۔[2] غرضکہ یہاں اس چیز کے کھانے کا حکم دیا گیا۔ جس میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں۔"[3]

کسی چیز کے ممنوع ہونے کے اسباب

کھانے پینے کی کچھ اشیاء تو ایسی ہیں جن کی ممانعت واضح طور پر ہمارے دین میں بیان کر دی گئی ہے جیسے خون، مردار، خنزیر وغیرہ۔ لیکن بہت ساری چیزوں کے

---

1 ... پ2، البقرۃ: 168

2 ... تفسیر عزیزی، البقرۃ، تحت الآیۃ: 168، 1/726- روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ: 168، 1/272- تفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: 168، 2/185

3 ... تفسیر نعیمی، البقرۃ، تحت الآیۃ: 168، 2/135 ملتقطاً

بارے میں واضح طور پر کوئی حکم بیان نہیں کیا گیا بلکہ خاموشی اختیار کی گئی ہے۔ البتہ دینِ اسلام نے حلال و حرام ہونے کے اصول و ضوابط بڑے جامع و کامل انداز سے بیان کر دیئے ہیں۔ جن کی روشنی میں ان تمام چیزوں کا حکم نکالا جا سکتا ہے جن کے بارے میں قرآن و حدیث کی نصوص ہمیں نہیں ملتیں۔

یہاں ہم کچھ ایسے امور بیان کرتے ہیں جو کسی کھانے پینے والی چیز کے ممنوع و ناجائز ہونے کا سبب بن سکتے ہیں۔

مضرّت (Harmfulness)

مِضر اشیاء یعنی وہ چیزیں جن کے استعمال سے جسمانی یا ذہنی طور پر ضرر (نقصان) ہوتا ہو۔ مثال کے طور پر زہریلا پودا، پتھر، یا مٹی وغیرہ۔ یہ اشیاء اپنی ذات کے اعتبار سے ممنوع نہیں لیکن ان کا استعمال ضرر و نقصان کی حد تک کرنا، ممنوع و ناجائز ہے۔ یہ ممانعت چونکہ ضرر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لئے ضرر کی حد سے کم استعمال کرنا گناہ نہیں جیسے زہر، حدِ ضرر تک کھانا گناہ ہے اور زہر کی حدِ ضرر سے کم مقدار دوائی میں شامل ہو تو کوئی حرج نہیں۔ [1]

نشہ آور ہونا (Intoxicating)

شراب کی ممانعت تو قرآن و حدیث میں واضح طور پر بیان ہو چکی ہے۔ لیکن

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ” أكل الطين مكروه، هكذا ذكر في فتاوى أبي الليث ـ رحمه الله تعالى ـ وذكر شمس الأئمة الحلواني في شرح صومه إذا كان يخاف على نفسه أنه لو أكله أورثه ذلك علة أو آفة لا يباح له التناول، وكذلك هذا في كل شيء سوى الطين، وإن كان يتناول منه قليلا أو كان يفعل ذلك أحيانا لا بأس به، كذا في المحيط. “ (فتاویٰ ہندیہ، 5/340)

شراب کے علاوہ بھی کسی چیز کا نشے کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں ہوتا۔ مثلاً نشہ حاصل کرنے کے لئے بھنگ کا استعمال جائز نہیں ہے۔اس کی یہ ممانعت نشہ کی وجہ سے ہے لہٰذا کسی جائز معقول منفعت یا ضرورت کے لئے نشہ سے کم حد تک استعمال کرنا جائز ہے جیسے ادویات میں معمولی مقدار وغیرہ۔

نجاست (Impurity/Filthiness)

شریعت کا یہ اصول ہے کہ کوئی بھی ناپاک چیز حلال نہیں ہے۔لہٰذا اگر کسی چیز کا ناپاک ہونا ثابت ہو جائے تو اس کا حرام ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ حتی کہ اگر پاک حلال چیز کسی دوسری ناپاک چیز کے ملنے کی وجہ سے ناپاک ہو گئی تو وہ پاک چیز بھی اس وقت تک حرام رہے گی جب تک اسے پاک نہ کر لیا جائے۔

جزوِ انسانی ہونا (Being a Human Body part)

کسی چیز کا انسانی جزو ہونا بھی اس کے حرام ہونے کا سبب ہے۔کیونکہ کوئی بھی انسانی جزو، کھانے پینے کے اعتبار سے حلال نہیں ہے جیسے انسانی بال، کھال یا پسینہ وغیرہ۔

استخباث / استقذار (Foulness)

گندی اور گِھن والی اشیاء یعنی وہ کہ فطرت سلیمہ جنہیں گندہ سمجھتی ہے اور انہیں کھانے سے گھن محسوس کرتی ہے وہ خبیث و ممنوع اشیاء میں سے ہیں۔ جیسے ناک کا بلغم، کیڑے مکوڑے وغیرہ۔

یہ وہ چند اسباب ہیں جو قرآن و حدیث کی مختلف نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے

علماء نے اپنی کتابوں میں بیان کئے ہیں اور ان کی روشنی میں کسی بھی خوردنی (کھانے پینے والی) شے کی حرمت یا ممانعت کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔[1]

”خبیث“ کی تفصیل:

حلال ذبح شدہ جانور کے بعض اجزاء کی ممانعت کا بنیادی سبب ان اجزاء کا خبیث ہونا ہے۔ تو اس سبب پر ہم کچھ تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں۔

چنانچہ ہماری شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم فقط طیب و پاکیزہ چیزیں ہی کھائیں اور خبیث و گندی چیزوں کو نہ کھائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ﴾[2]

ترجمہ: اور (یہ نبی) ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔

---

1 ... علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ضبط أهل الفقه حرمة التناول إما بالإسكار كالبنج وإما بالإضرار بالبدن كالتراب، والترياق أو بالاستقذار كالمخاط، والبزاق وهذا كله فيما كان طاهرا“ (العقود الدریۃ، 2/332) بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: ”أسباب الحرمة أمور: الإسكار كالخمر، أو النجاسة كالبول والدم، أو المضرة كالطين والحجر، أو الاستقذار كالمنی والمخاطة، أو الخبث كالخنفساء، أو القاتلية كالسم“ (بریقہ محمودیہ، 4/93) حاشیہ شلبی علی التبیین میں ہے: ”ذكر بعض المحققين من أن حرمة الأكل تثبت لفساد الغذاء كالذباب والتراب والخنفساء؛ لأن الأكل فی الأصل إنما أبيح للغذاء، أو للخبث طبعا كالضفدع والسلحفاة مما يستخبثه الناس قبل ورود الشرع، وإليه أشير بقوله تعالى ﴿وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ﴾ (پ9، الاعراف:157) وللنجاسة كما فی الخنزير وللاحترام كما فی الآدمی“ (تبیین مع حاشیہ شلبی، 1/32)

2 ... پ9، الاعراف:157

Go To Index

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں ہمیں ایک اصول دیا گیا ہے کہ حلال فقط طیّب چیزیں ہیں اور تمام خبیث چیزیں حرام ہیں۔ لہذا کسی بھی چیز کا خبیث ہونا یہ ممانعت کا ایک مستقل سبب ہے اور ایسا سبب ہے جو قرآن پاک سے ثابت ہے۔ اب ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ "خبیث" کسے کہا جائے گا۔ اس حوالے سے علماء نے جو وضاحت فرمائی ہے وہ یہ ہے:

"خبیث وہ چیز ہے جس سے سلیمُ الطبع لوگ گھن کھائیں، نفرت کریں اور اسے گندی سمجھیں۔"

چنانچہ مفسرِ قرآن، شیخُ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد قاسم عطاری دام ظلہ العالی، سورۂ مائدہ کی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آیت میں "طَیِّبٰت" کو حلال فرمایا گیا ہے اور "طَیِّبٰت" وہ چیزیں ہیں جن کی حرمت قرآن و حدیث اور اِجماع و قِیاس میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ طَیِّبٰت وہ چیزیں ہیں جن کو سلیم الطبع لوگ پسند کرتے ہیں اور خبیث وہ چیزیں ہیں جن سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔"[1]

کتبِ فقہ میں بھی خبیث کی یہی تعریف بیان کی گئی بلکہ خود امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تعریف منقول ہوئی ہے۔[2] اور چونکہ اس قرآنی اصول وضابطے کی

1... صراط الجنان، المائدہ، تحت الآیۃ:4، 2/384

2... درمختار میں ہے: "والخبیث ما تستخبثه الطباع السلیمة" (الدر المختار و رد المحتار، 6/305) امامِ اہلِ سنّت سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خون تو حرام ہے کہ

روشنی میں خبیث چیزیں ممنوع و حرام قرار پاتی ہیں اس لئے اس اصول کی روشنی میں ہمارے علماء نے بہت سی چیزوں کے حرام ہونے کا حکم بیان فرمایا ہے۔ مثلاً:

(1) مچھلی کے علاوہ سمندر کے جانور خبیث ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ ①

(2) حشرات الارض اور کیڑے مکوڑے، خبیث ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ ②

قرآنِ عظیم میں اس کی تحریم منصوص اور باقی چیزیں میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ سلیمُ الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور انھیں گندی سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ﴾ (پ:9، الاعراف:157) یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان پر سب گندی چیزیں حرام فرمائے گا۔ حاشیہ طحطاوی میں ہے: قال ابوحنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنه اما الدم فحرام بالنص واکرہ الباقیة لانها مما تستخبثه الانفس۔۔۔الخ“ (فتاویٰ رضویہ، 20/234)

①… ہدایہ میں ہے: ”قال: ولا یؤکل من حیوان الماء إلا السمك۔۔۔۔ولنا قوله تعالیٰ: ﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ﴾ وما سوی السمك خبیث، ونهی رسول اللہ۔ علیه الصلاة والسلام۔ عن دواء یتخذ فیه الضفدع ونهی عن بیع السرطان“ (ہدایہ، 4/353)

②… امام ابو بکر جصاص الرازی (المتوفی:370ھ) اپنی کتاب احکامُ القرآن میں لکھتے ہیں: ”حدثنا عبد العزیز بن محمد عن عیسی بن نمیلة عن أبیه قال: کنت عند ابن عمر فسئل عن أکل القنفذ، فتلا: ﴿قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطۡعَمُہٗۤ﴾ الآیة (پ8، الانعام:145)، فقال شیخ عنده: سمعت أبا هریرة یقول: ذکر عند النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال: "خبیثة من الخبائث" فقال ابن عمر: إن کان قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هذا فهو کما قال فسماه النبی صلی اللہ علیه وسلم خبیثة من الخبائث فشمله حکم التحریم بقوله تعالیٰ: ﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ﴾ (پ9، الاعراف:157) والقنفذ من حشرات الأرض، فکل ما کان من حشراتها فهو محرم قیاسا علی القنفذ.“ (احکام القرآن للجصاص، 3/26) مبسوط سرخسی میں ہے: ”وذکر فی جملة ما لا یؤکل الیربوع والقنفذ وما أشبههما من الهوام؛ لأن الطباع السلیمة تستخبثها فیدخل تحت قوله تعالیٰ: ﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ﴾“ (المبسوط للسرخسی، 11/255)

(3)وہ کوا، جو مردار اور گندگی کھاتا ہے، وہ بھی خبیث ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔[1]

(4)جلالہ جانور کی ممانعت بھی اسی تناظر میں ہے۔ یعنی وہ حلال جانور جو گندگی اور نجاست کھانے لگ جائے حتی کہ اس گندگی و نجاست کا اثر (بدبو) اس کے گوشت سے آنا شروع ہو جائے تو اب حلال جانور کا گوشت بھی حرام ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ اثر ختم نہ ہو جائے۔ کیونکہ گندگی و نجاست کی وجہ سے اس کا گوشت بھی گندا اور خبیث ہو گیا۔ بلکہ ایسے جانور کا دودھ بھی منع ہو جاتا ہے۔[2]

کن لوگوں کی طبیعت کا اعتبار ہو گا؟

مذکورہ بالا تعریف سے یہ واضح ہوا کہ یہاں ہر ایک شخص کی طبیعت کا اعتبار نہیں بلکہ سلیمُ الفطرت اور سلیمُ الطبع لوگوں کی فطرت کا اعتبار ہو گا۔ کیونکہ خبیث طبیعت والے لوگوں کو خبیث چیزیں بھی اچھی لگ رہی ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کی طبیعتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

---

1 ... درمختار میں ہے: ”(والغراب الأبقع) الذی یأكل الجیف لأنه ملحق بالخبائث“ (الدر المختار و رد المحتار، 6/305)

2 .. مبسوط سرخسی میں ہے: ”تكره لحوم الإبل الجلالة۔۔۔ لما روی أن النبی ”نهی عن أكل لحم الجلالة“ وتفسیر الجلالة التی تعتاد أكل الجیف ولا تخلط [فیتغیر] لحمها، ویكون لحمها منتنا فحرم الأكل؛ لأنه من الخبائث“ (مبسوط سرخسی، 11/255) بدائع میں ہے: ”ولأنه إذا كان الغالب من أكلها النجاسات یتغیر لحمها وینتن فیكره أكله كالطعام المنتن. وروی «أن رسول الله ـ صلی الله علیه وسلم ـ نهی عن الجلالة أن تشرب ألبانها» ؛ لأن لحمها إذا تغیر یتغیر لبنها“ (بدائع الصنائع، 5/39)

ایک موقف یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اس معاملے میں ”فقط عرب لوگوں کی طبیعت کا اعتبار کیا جائے گا، عجمی لوگوں کی طبیعتوں کا اعتبار نہیں۔“ لیکن محققین علماءِ احناف نے اس نظریے کا رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حکم چونکہ تمام عالمِ اسلام اور ہر طبقے کے لوگوں کے لئے ہے چاہے وہ عرب ہوں یا عجم، اس لئے اس حکم کو عرب لوگوں کی طبیعت کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں۔ لہٰذا عرب یا عجم ہونے سے قطع نظر مطلقاً سلیمُ الطبع لوگوں کی طبیعت کا اعتبار ہو گا۔ ①

کیا جانور کی فقط سات چیزیں مکروہ ہیں؟

حلال ذبح شدہ جانور کے سات اجزاء کی کراہت کا ذکر حدیث میں بیان ہوا ہے:

(1) پِتہ، (2) مثانہ، (3) فرج (مادہ جانور کی اگلی شرمگاہ)، (4) ذَکَر (نر جانور کی

---

① ... امام ابو بکر جصاص الرازی (المتوفی: 370ھ) اپنی کتاب احکام القرآن میں لکھتے ہیں: ”أما قول الشافعي في اعتبار ما كانت العرب تستقذره وأن ما كان كذلك فهو من الخبائث، فلا معنى له من وجوه: ---- ومن جهة أخرى أن خطاب الله تعالى للناس بتحريم الخبائث عليهم لم يختص بالعرب دون العجم، بل الناس كلهم من كان منهم من أهل التكليف داخلون في الخطاب، فاعتبار ما يستقذره العرب دون غيرهم قول لا دليل عليه خارج عن مقتضى الآية. ومع ذلك فليس يخلو من أن يعتبر ما كانت العرب يستقذرونه جميعهم أو بعضهم، فإن كان اعتبر الجميع فإن جميع العرب لم يكن يستقذر الحيات والعقارب ولا الأسد والذئاب والفأر وسائر ما ذكر، بل عامة الأعراب تستطيب أكل هذه الأشياء، فلا يجوز أن يكون المراد ما كان جميع العرب يستقذرونه. وإن أراد ما كان بعض العرب يستقذره فهو فاسد من وجهين: أحدهما: أن الخطاب إذا كان لجميع العرب فكيف يجوز اعتبار بعضهم دون بعض؟ والثاني: أنه لما صار البعض المستقذر كذلك كان أولى بالاعتبار من البعض الذي يستطيبه. فهذا قول منتقض من جميع وجوهه.“ (احکام القرآن للجصاص، 27/3)

شرمگاہ)، (5) خصیے، (6) غدود (7) اور خون۔ ①

اس حدیث میں سات اجزاء کا ذکر ہے جس کی وجہ سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقط یہی سات اجزاء مکروہ ہیں ان کے علاوہ کوئی اور جزو مکروہ نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں:

☆ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ میں "حصر" کا کوئی لفظ نہیں۔ یعنی راوی نے ایسا نہیں کہا کہ فقط یہی سات مکروہ ہیں۔ بلکہ راوی نے روایت میں سات بیان کر دیئے ہیں اور بقیہ اجزاء کے متعلق سکوت اختیار کیا (یعنی کچھ نہیں کہا۔) لہٰذا ان بقیہ اجزاء میں سے کسی جزو کا مکروہ ہونا کوئی بعید نہیں۔

علماء نے لکھا ہے کہ حدیث و روایت میں جب مخصوص تعداد بیان کی جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ حکم فقط ان چیزوں کے ساتھ خاص ہے بلکہ اس مخصوص تعداد میں بیان کردہ چیزوں کے علاوہ چیزوں کا بھی یہ حکم ہو سکتا ہے۔ ②

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کو ایک بڑی پیاری مثال سے سمجھایا ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "میرے پانچ نام ہیں۔" حالانکہ کون نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تو سینکڑوں نام ہیں۔ تو مطلب یہی ہے کہ کسی حدیث میں پانچ نام کا بیان ہونا اس بات کی

---

1 ... المعجم الاوسط، 9/181، حدیث: 9480

2 ... امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "المحصور بالعدد لاینفی ما سواہ" (التجرید للقدوری، 2/742)

دلیل نہیں کہ پانچ کے علاوہ نام ہی نہیں ہے۔ ①

یونہی جس حدیث میں خصالِ فطرت (فطری اچھی صفات) کا بیان ہوا ہے تو کسی روایت میں کہا گیا ہے کہ یہ تین ہیں۔ کسی میں کہا گیا ہے کہ پانچ ہیں اور کسی میں کہا گیا کہ دس ہیں۔ علماء نے فرمایا کہ یہاں بھی اس مخصوص تعداد تک محدود رکھنا مقصود نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے تو تیس (30) صفات گنوائی ہیں۔ ②

☆ اس حدیث میں نر اور مادہ جانور کے اگلی شرمگاہ کو مکروہ قرار دیا گیا ہے لیکن دُبُر (پاخانے کا مقام) کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ تو جو لوگ فقط سات چیزوں کے مکروہ ہونے پر اصرار کرتے ہیں کیا وہ لوگ جانور کے اس جزو کو کھانا حلال سمجھتے ہیں؟ حالانکہ یہ بھی ذکر کردہ چیزوں کی طرح ہی گندی اور گھن والی چیز ہے اور کوئی بھی سلیم الفطرت انسان اس کو کھانا پسند نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے اس جزو کو بھی اپنی کتابوں میں مکروہ لکھا ہے۔ تو جب حدیث میں سات کا بیان آنے کے باوجود ہم آٹھویں جزو کو بھی مکروہ مانتے ہیں تو پھر آٹھ سے زیادہ مکروہ اجزاء کیونکر نہیں ہو سکتے؟

---

① ... فتاویٰ رضویہ میں ہے "عدد نافی زیادت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان لی خمسة اسماء، رواہ البخاری عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" (فتاویٰ رضویہ، 24/180)

② ... علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "مفهوم العدد ليس بحجة لأنه اقتصر في حديث أبي هريرة على خمس وفي حديث ابن عمر على ثلاث وفي حديث عائشة على عشر مع ورود غيرها وقد تقدم أنها ثلاثة عشر وأوصلها أبو بكر بن العربي إلى ثلاثين فأفادنا بذلك أن ذكر العدد لا يقتضي نفي الزيادة عليه" (اتحاف السادۃ المتقین، 2/685)

☆فقط سات اجزاء ہی مکروہ نہیں، اس پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بہت سے علماء نے اپنی کتابوں میں ان سات کے علاوہ دیگر مکروہ اجزاء کا ذکر کیا ہے، جو آپ آگے اس کتاب میں پڑھیں گے۔ تو اگر سات سے زیادہ مکروہ اجزاء ہو ہی نہیں سکتے تھے تو پھر علماء نے سات سے زیادہ کیوں بیان کئے؟

خلاصہ یہ کہ اس حدیث کی بنیاد پر یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان سات کے علاوہ کوئی جزو مکروہ نہیں ہو سکتا۔ درست بات یہ ہے کہ ان سات کے علاوہ بھی کسی جزو کے بارے میں اگر کراہت کی شرعی و فقہی دلیل ثابت ہو تو اسے مکروہ قرار دیا جا سکتا ہے اور ان دیگر مکروہ اجزاء کی تفصیل علماء نے اپنی کتابوں میں بیان کی ہے جیسا کہ آپ کتاب میں آگے ملاحظہ کریں گے۔

کیا اعلیٰ حضرت نے تمام 22 اجزاء کو مکروہِ تحریمی قرار دیا ہے؟

حدیثِ پاک کی روشنی میں سات مکروہ اجزاء کا بیان ہماری بہت کتبِ فقہ میں ہے۔ اور دیگر بعض کتب میں ان سات کے علاوہ بھی کچھ اجزاء کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلی شخصیت ہیں کہ جنہوں نے متفرق کتب میں بیان کردہ اجزاء اور اپنی طرف سے مزید کچھ اضافہ کر کے مجموعی طور پر 22 اجزاء کا ذکر اپنے فتوے میں کیا ہے۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ 22 مکروہ اجزاء بیان کئے ہیں لیکن ان سب کے مکروہِ تحریمی ہونے کا قول نہیں کیا۔ چنانچہ امامِ اہلِ سنّت نے

اپنے مختصر فتوے میں جب ان بائیس اجزاء کی لسٹ بیان کی تو اس کے شروع میں لکھا:
"حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یا ممنوع یا مکروہ ہیں۔۔۔ الخ"
اس عبارت سے اس طرف واضح اشارہ ملتا ہے کہ ان سب اجزاء کا "ناجائز و گناہ" کی حد تک ممنوع ہونا ضروری نہیں۔ اگر امامِ اہلِ سنّت کے نزدیک یہ سب اجزاء کم از کم ناجائز(مکروہ تحریمی) درجے کے تھے تو پھر شروع میں "حرام یا ممنوع یا مکروہ" کہنے کی حاجت نہ تھی۔ ممانعت کے عمومی درجات بھی تین ہی ہوتے ہیں۔ (1)حرام (2)مکروہِ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ (3) مکروہ یعنی کراہت کے وہ درجات جو گناہ سے نیچے ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان 22اجزاء میں کچھ حرام ہیں، کچھ ممنوع یعنی مکروہِ تحریمی ہیں اور کچھ اس سے ہلکے درجے کی کراہت رکھنے والے ہیں یعنی مکروہِ تنزیہی بھی ہوسکتے ہیں۔

یونہی امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے تفصیلی فتوے میں جب بائیس اجزاء کی کراہت بیان کی تو وہاں سوال یوں تھا: "بدن حیوان ماکول اللحم میں کیا کیا چیزیں مکروہ ہیں؟" یعنی سوال میں یہ نہیں پوچھا گیا تھا کہ کونسی چیزیں کھانا ناجائز یا مکروہِ تحریمی ہیں۔ بلکہ مطلقا یہ پوچھا گیا کہ کونسی چیزیں مکروہ ہیں؟ یہ سوال ایسا ہے کہ اس کے جواب میں مکروہِ تحریمی اور مکروہِ تنزیہی دونوں طرح کی چیزوں کو شمار کیا جائے گا۔

اوراس سوال کے جواب میں امامِ اہلِ سنّت کا جو کلام ہے اس میں کسی جگہ بھی امامِ اہلِ سنّت نے صراحتاً یا اشارتاً ایسی بات نہیں کی جس سے یہ واضح ہو جائے کہ یہ

تمام بائیس اجزاء مکروہِ تحریمی ہیں۔ بلکہ بعض اجزاء کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے اور بعض کا ناجائز ہونا واضح لکھا ہے اور بعض اجزاء کے متعلق فقط مکروہ ہونے کا حکم بیان کیا ہے اور تحریمی یا تنزیہی ہونے کا واضح فیصلہ نہیں فرمایا۔ تفصیل کے لئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی ملاحظہ فرمائیں۔ لہٰذا امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے میں بیان کردہ بعض اجزاء کے تعلق سے کراہت کا درجہ متعین کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

کیا "مکروہ" یا "ممنوع" اشیاء کی لسٹ میں شمار ہونا، مکروہِ تحریمی ہونے کی دلیل ہے؟

ہم تمام 22 اجزاء کے مکروہِ تحریمی ہونے کا حکم یوں متعین نہیں کر سکتے کہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کو ایک ہی لسٹ میں جمع فرمایا ہے کیونکہ فقہاء کرام "مکروہ اشیاء یا افعال" جب گنواتے ہیں تو بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اس لسٹ میں مکروہِ تحریمی اور مکروہِ تنزیہی دونوں طرح کے امور کو گنوا دیتے ہیں جیسا کہ نماز کے مکروہات کے بیان میں مکروہاتِ تحریمیہ اور مکروہاتِ تنزیہیہ ایک ہی جگہ جمع کئے گئے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی علت و دلیل کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یہاں کراہت، کس درجے کی ہے۔

یونہی ان تمام کو اگر "منهی عنه (ممنوع)" کہا گیا ہے تو اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ یہ سب مکروہِ تحریمی ہوں گے کیونکہ "منهی عنه" کا مطلب ہوتا ہے جس چیز سے منع کیا گیا ہو اور فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق یہ لفظ، فقط ناجائز امور کے

لئے خاص نہیں ہے بلکہ ایسے امور جن کے متعلق کراہتِ تنزیہی کے درجے کی ”نہی“ آئی ہو اسے بھی ”منهى عنه“ کہا جاسکتا ہے۔ لہذا یہ ایک ایسا لفظ ہے جو حرام فعل پر بھی بولا جاسکتا ہے، مکروہِ تحریمی پر بھی بولا جاسکتا ہے اور مکروہِ تنزیہی پر بھی بولا جاسکتا ہے۔ گویا یہ اردو میں استعمال ہونے والے لفظ ”ممنوع“ کی طرح ہے جو حرام، مکروہِ تحریمی اور مکروہِ تنزیہی تینوں کے لئے بولا جاسکتا ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک امر کے مکروہِ تنزیہی ہونے پر دلائل دیتے ہوئے یہ بات بڑے واضح انداز سے لکھی ہے کہ کسی امر کا منہیات کے ضمن میں آنا اس کے مکروہِ تحریمی ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ مکروہِ تنزیہی بھی منہیات میں سے ہے اور جد الممتار میں امامِ اہلِ سنّت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ شامی کی تائید کی ہے۔[1]

خلاصہ یہ کہ علماء کی کتب میں مکروہ اجزاء کا بیان تو موجود ہے لیکن بعض مکروہ اجزاء کی کراہت کا درجہ متعین کرنے کی حاجت ہے اور امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی میں تمام بائیس اجزاء کے مکروہِ تحریمی ہونے کی صراحت نہیں ہے بلکہ بعض اجزاء کے تحریمی یا تنزیہی کا معاملہ مبہم چھوڑا گیا ہے۔

---

1 ... ردالمحتار میں ہے: ”ولا ينافيه عده من المنهيات كما عد منها لطم الوجه بالماء، فإن المكروه تنزيها منهي عنه“ (ردالمحتار، 1/132) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جد الممتار میں لکھتے ہیں: ”(قوله: فإنّ المكروه تنزيهاً منهي عنه:) فالنهي إن كان مصروفاً عن طلب الترك الجازم أفاد كراهة التنزيه، وإلاّ فإن كان قطعياً أفاد التحريم وإلاّ فكراهة التحريم، فالكلّ منهي عنه وإن لم يكن الممتنع شرعاً إلاّ الحرام والمكروه التحريمي، فاحفظه فإنّه نافع مهم“ (جد الممتار، 1/368)

22 مکروہ اجزاء کی تفصیل

(1) دمِ مسفوح / رگوں کا خون (Flowing Blood in the vessels)

دمِ مسفوح (بہنے والے خون) سے مراد رگوں کا خون ہے، یعنی وہ خون جو جانور کی رگوں میں بہہ رہا ہوتا ہے اور عام طور پر جانور کو ذَبح کرنے پر اس کے جسم سے نکلتا ہے۔ زندگی میں بھی چوٹ وغیرہ کی وجہ سے رگوں کا یہ خون باہر نکل سکتا ہے۔ [1]

شرعی حکم

یہ خون ناپاک بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ قرآن و حدیث میں واضح طور پر اس کی ممانعت مذکور ہے۔ اور اس کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ [2]

بہتے خون کے حرام ہونے کا حکم، قرآن کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ، جو میری طرف وحی کی جاتی ہے، اُس میں کسی کھانے والے پر میں کوئی کھانا حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں میں بہنے والا خون ہو یا

---

1 ... تفسیر کبیر اور تفسیر خازن میں ہے، واللفظ للثانی: ”قال ابن عباس: یرید ما خرج من الأنعام وھی أحیاء وما یخرج من الأوداج عند الذبح“ (تفسیر کبیر، 13/170)

2 ... رد المحتار میں ہے: والدم المسفوح محرم والمروی عن أبی حنیفة أنه قال: الدم حرام۔۔۔ وانعقد الإجماع علی حرمته“ (رد المحتار 6/749، ملتقطاً) جد الممتار میں ہے: ”لانه حرام قطعا بالنص و الاجماع“ (جد الممتار، 7/234)

خِنۡزِيۡرٍ فَاِنَّهٗ رِجۡسٌ [1] سور کا گوشت ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے۔

بہتے خون سے متعلق چند باتیں:

(1) اہلِ عرب جاہلیت کے زمانے میں خون کو آنتوں میں بھر کر، اسے بھون کر کھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس سارے عمل کو حرام قرار دے دیا۔ [2]

(2) اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بہتے ہوئے خون کی ممانعت و حرمت واضح طور پر بیان فرمائی ہے۔ اس آیت میں چونکہ "دمِ مسفوح (بہنے والے خون)" کی ممانعت بیان ہوئی ہے تو یہاں سے پتا چلتا ہے کہ جو خون بہنے والا نہ ہو وہ حرام نہیں۔ [3] جیسے تلی اور کلیجی کا معاملہ ہے وہ بھی خون ہیں لیکن بہتا ہوا خون نہیں بلکہ جما ہوا خون ہیں، اس لئے حلال ہیں۔ [4]

(3) واضح رہے کہ بہتا ہوا خون نکل کر جم جائے تب بھی حرام ہے کہ وہ بہتا ہوا ہی ہے اگرچہ عارضی طور پر جم گیا ہے۔ [5]

---

1 ... پ8، الانعام: 145

2 ... تفسیر خازن، 2/7

3 ... تفسیر طبری میں ہے: "وفی اشتراطه جل ثناؤه فی الدم عند إعلامه عبادَه تحريمه إياه، المسفوحَ منه دون غيره، الدليلُ الواضح أنَّ مالم يكن منه مسفوحًا، فحلال غيرنجس" (تفسیر طبری، 12/192، 193)

4 ... تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے: "جاء رجل إلى ابن عباس فقال: آكل الطحال؟ قال: نعم. قال: إن عامتها دم؟ قال: إنما حرم الله الدم المسفوح." (تفسیر ابن ابی حاتم، 5/1406) تفسیر جلالین میں ہے: "(اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا) (پ8، الانعام: 145) سائلا بخلاف غيره كالكبد والطحال" (تفسیر الجلالین، ص188)

5 ... تفسیر صراط الجنان، الانعام، تحت الآیۃ: 145، 3/230

(4) ذَبح کے وقت جانور کی گردن سے نکل کر بہنے والا یہ خون چونکہ ناپاک بھی ہوتا ہے، اس لئے گوشت کے جس جس حصے پر لگے گا وہ حصہ بھی ناپاک ہو جائے گا، [1] لہٰذا گوشت بنانے سے پہلے دھو کر اس خون کو جس حد تک دور کیا جا سکتا ہے کر لیا جائے۔ پھر بھی اگر گوشت کے کسی حصے پر لگ جائے تو اسے اچھی طرح دھو کر پاک کر کے پھر دوسرے گوشت میں مکس کریں۔ بغیر پاک کئے اس طرح کا گوشت استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

(5) ذَبح کرنے سے چھری کو یہ ناپاک بہتا خون لگ جاتا ہے، اگر اسی چھری سے گوشت بنانا ہو تو پہلے اسے پاک کر لینا چاہیے۔ اور اگر بار بار ایسا کرنا پڑتا ہے تو پھر ذَبح کے بعد گوشت بنانے کے لئے دوسری چھری رکھ لیں۔

(6) ذَبح کے بعد خون آلود چُھری اور اُسی خون سے لِتھڑے ہوئے ہاتھ دھونے کیلئے پانی کی بالٹی میں ڈال دینے سے چُھری اور ہاتھ پاک نہیں ہوتے اُلٹا بالٹی کا سارا پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے یہ ناپاک پانی جہاں جہاں لگے گا وہ ساری چیزیں بھی ناپاک ہوتی جائیں گی۔ مرغی ذَبح کر کے بیچنے والے حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ذَبح کے وقت نکلنے والے اس ناپاک خون کے معاملے میں احتیاط نہیں برتتے اور بلا وجہ کئی چیزوں کو ناپاک کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً اس ناپاک خون والی چھری کو قریب رکھے

---

1 ... بہار شریعت میں ہے: ”گوشت، تِلّی، کلیجی میں جو خون باقی رہ گیا پاک ہے اور اگر یہ چیزیں بہتے خون میں سَن جائیں تو ناپاک ہیں بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔“ (بہار شریعت، 1/392)

پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ پھر اسی پانی سے ہاتھ اور گوشت صاف کرنے والا کپڑا دھوتے ہیں اور وہی ہاتھ اور کپڑا وغیرہ پھر گوشت کو لگاتے ہیں۔ یا اسی ناپاک پانی سے بھیگی چھری سے گوشت کاٹ دیتے ہیں۔ یوں گوشت کے پاک حصّے کو بھی ناپاک کر دیتے ہیں۔ یونہی اس ناپاک پانی سے دھلا کپڑا یا گیلا ہاتھ دیگر چیزوں کو لگانے سے وہ بھی ناپاک ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا مرغی فروش حضرات کو اس معاملے میں خصوصی احتیاط کرنی چاہیے اور بلا ضرورت چیزوں کو ناپاک کرنے سے بچنا چاہیے۔

(7) البتہ یہاں یہ واضح رہے کہ جب تک ناپاکی لگنے کا یقین نہ ہو تب تک محض شک و احتمال کی وجہ سے کسی چیز کو ناپاک نہیں سمجھ سکتے۔ لہٰذا اگر خریدے ہوئے مرغی کے گوشت پر ناپاک خون یا ناپاک پانی وغیرہ لگنے کا علم نہ ہو تو اس گوشت کو پاک ہی سمجھا جائے گا اور اگر کوئی بِغیر دھوئے کھاتا ہے تو وہ گنہگار نہیں ہو گا۔ ہاں گوشت کو اچھی طرح دھو کر استعمال کرنے میں زیادہ احتیاط ہے کہ اس سے گوشت کی صفائی بھی ہو جائے گی اور اگر بالفرض کوئی ناپاکی لگی تھی تو وہ بھی دور ہو جائے گی۔

بہتے خون کے طبی نقصانات:

ہماری شریعت نے ہمارے لئے اسی جانور کا گوشت حلال کیا ہے کہ جسے اسلامی طریقے سے ذَبح کرکے اس کے جسم سے یہ بہنے والا خون نکال دیا گیا ہو۔ اس حکم کی ساری حکمتیں تو اللہ تعالٰی ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ ان حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جانور کی رگوں میں بہنے والا یہ خون انسانی صحت کے لئے انتہائی مُضِر اور نقصان دہ ہوتا ہے۔ حتّٰی کہ ذَبح کے بعد اگر جانور کے جسم سے خون کا اخراج صحیح

طریقے سے نہ ہو تو انسانی صحت کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ اگر یہ خون گوشت میں باقی رہ جائے تو وہ نقصان دہ بیکٹیریا اور زہریلے مادوں کی نشو نما کے لیے سازگار ماحول (ideal medium) فراہم کرتا ہے۔ خون میں نمی، پروٹین، معدنیات اور دیگر ایسے اجزاء موجود ہوتے ہیں جو جراثیم کی افزائش میں مدد دیتے ہیں۔ یہ جراثیم خون میں موجود رہ کر گوشت کو خراب کر سکتے ہیں اور کھانے والے شخص کے لیے مختلف بیماریوں مثلاً: پیٹ کی خرابی، بخار، دست، الٹی، فوڈ پوائزننگ حتیٰ کہ سنگین انفیکشنز (infections) تک کا سبب بن سکتے ہیں۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ذَبْح کے وقت خون کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں نکالا جائے۔ اس طرح کرنے سے گوشت، بدبو، ذائقے کی خرابی، اور رنگت کی تبدیلی سے زیادہ دیر تک محفوظ رہ سکے گا اور بیماریوں سے تحفظ رہے گا۔ ①

---

1 ...the blood that remains in the carcass is the ideal medium for bacteria to grow in and spread. Since the residual blood enables pathogenic bacteria such as Escherichia coli and Salmonella to survive and grow by providing essential nutrients (e.g., nitrogenous compounds, moisture, minerals, and vitamins), effective blood removal helps inhibit the growth of these organisms on the carcass. Therefore, it is important to remove as much blood from the carcass as possible during slaughter.
(https://pmc.ncbi.nlm.nih.gov/articles/PMC9184703/)
Inefficient and improper bleeding may cause more blood to be retained in the meat. Blood favours multiplication of spoilage microorganisms and acts as a carrier for food borne pathogens (**https://pmc.ncbi.nlm.nih.gov/articles/PMC4093272/**)

اور ہماری شریعت نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ذَبح کے وقت جانور کا حرام مغزنہ کاٹا جائے کہ یہ جانور کو بلا وجہ اضافی تکلیف پہنچانا ہے اور اس کے پیچھے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ حرام مغز کاٹنے سے دماغ سے دل کا تعلق ختم ہو جاتا ہے اور یوں جانور کا دل جس نے جانور کے جسم سے خون پمپ کر کے باہر نکالنا ہوتا ہے وہ بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور جانور کے جسم سے خون مکمل طور پر خارج نہیں ہو پاتا۔

سائنس یہ حکمتیں ہمیں اب بتا رہی ہے لیکن اسلام نے چودہ صدیاں پہلے ہی خون اور مردار جانور کو حرام قرار دے کر اور ذَبح کا طریقہ بتا کر انسانی بھلائی کا سامان کر دیا تھا۔ قرآن کہتا ہے: ﴿وَ لَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ﴿۱۴﴾﴾ [1] اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح۔

حدیثِ پاک میں بیان کردہ مکروہ اجزاء

حلال ذَبح شدہ جانور کے ممنوعہ اجزاء میں سے ایک جزو تو دمِ مسفوح (بہتا خون) ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ مزید چھ (6) اجزاء ایسے ہیں جن کے مکروہ ہونے کا ذکر حدیثِ پاک میں موجود ہے۔ پہلے آپ وہ حدیثِ پاک ملاحظہ کریں پھر ہم ان چھ (6) اجزاء میں سے ہر ایک جزو کی کچھ تفصیل بیان کریں گے۔

حدیثِ پاک

امام طبرانی اور امام بیہقی حدیث روایت کرتے ہیں: ”كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

---

1 ...پ22، فاطر:14

علیہ وسلم یکرہ من الشاۃ سبعا: المرارۃ والمثانۃ والمحیاۃ والذکر والأنثیین والغدۃ والدم"[1] ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بکری کے سات حصے ناپسند فرماتے تھے: (1) پِتّہ، (2) مثانہ، (3) فرج (مادہ جانور کی اگلی شرمگاہ)، (4) ذَکَر (نر جانور کی شرمگاہ)، (5) خصیے، (6) غدود (7) اور خون۔[2]

شرعی حکم

ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام رحمۃُ اللہِ علیہم نے اس حدیث پاک کی روشنی میں احکام بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خون تو حرامِ قطعی ہے۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا حدیث پاک میں جن چھ (6) چیزوں کا تذکرہ ہوا، ان سب چیزوں کا کھانا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے۔ اور حدیثِ پاک میں جو ان چیزوں کو مکروہ و ممنوع قرار دیا گیا اس کی

---

1 ...المعجم الاوسط، 9/181، حدیث: 9480۔ السنن الکبری للبیہقی، 10/13، حدیث: 19701

2 ...امامِ اعظم رضی اللہُ عنہ جیسے مسلمہ مجتہد اور دیگر فقہاءِ کرام نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور اصول یہ ہے کہ کوئی مجتہد امام جب کسی حدیث سے استدلال کرتا ہے تو مجتہد کا اس حدیث سے استدلال کرنا ہی حدیث کی صحیح اور حجت ہونے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ کیونکہ مجتہد کی یہ شان نہیں ہوتی کہ وہ احکامِ شرع کے لئے کسی کمزور یا غیر ثابت شدہ حدیث سے استدلال کرے۔ چنانچہ محقق ابن نجیم رحمۃُ اللہِ علیہ نے لکھا: "والمنقول فی الأصول ۔۔۔۔ أن المجتهد إذا استدل بحدیث کان تصحیحا فلا یحتاج إلی شیء بعدہ" (البحر الرائق، 5/323 ملتقطاً)

امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں: "اقول: وظاهر کلام الفتح ان محمدا احتج بھذا الحدیث فاذا ھو صحیح ولا شك لان المجتھد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا له کما افادہ المحقق حیث اطلق فی التحریر وغیرہ فی غیرہ" (فتاویٰ رضویہ، 17/468) لہٰذا اس حدیث کے راوی میں کوئی ضعف ہو تو وہ کچھ مضر نہیں اور بعض طرق میں یہ روایت مرسلاً آئی ہے اور ثقہ راوی کی مرسل حدیث بھی احناف اور جمہور کے ہاں قابلِ حجت ہوتی ہے۔

وجہ یہ ہے کہ یہ سب خبیث یعنی ایسی اشیاء ہیں جو گندی بھی ہیں اور ان کو کھانے سے طبیعت سلیمہ گھن محسوس کرتی ہے اور خبیث اشیاء کھانے سے ہماری شریعت نے ہمیں منع کیا ہے۔ صرف طیب اور پاکیزہ چیزیں کھانے کی اجازت دی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ﴾ [1] ترجمہ: اور (یہ نبی) ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔

اس حوالے سے بعض فقہاء کرام کا کلام ملاحظہ کریں

در مختار میں ہے: ”(كره تحريما) وقيل تنزيها والأول أوجه (من الشاة سبع الحياء والخصية والغدة والمثانة والمرارة والدم المسفوح والذكر) للأثر الوارد في كراهة ذلك“ یعنی بکری میں سے سات چیزیں کھانا مکروہ تحریمی (ناجائز) ہے، اور بعض نے کہا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے، لیکن پہلا قول (تحریمی کراہت) زیادہ راجح (مضبوط) ہے۔ وہ سات چیزیں یہ ہیں۔ مادہ جانور کی شرمگاہ، خصیے، غدود، مثانہ، پتّہ، بہتا ہوا خون، اور نر جانور کا عضو۔ ان سب کی کراہت وارد شدہ اثر (روایت) کی بنیاد پر ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”قال أبوحنيفة: الدم حرام وأكره الستة، وذلك لقوله عزوجل: ﴿حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ﴾ [2] فلما تناوله

---

1 ...پ9، الاعراف: 157

2 ...پ6، المائدۃ: 3

النص قطع بتحریمه وکرہ ما سواہ، لأنه مما تستخبثه الأنفس، وتکرھه وھذا المعنی سبب الکراھیة۔لقوله تعالیٰ:﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ﴾[1] زیلعی.وقال فی البدائع آخر کتاب الذبائح: وما روی عن مجاھد فالمراد منه کراھة التحریم"

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خون تو حرام ہے اور باقی چھ چیزوں کو میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "تم پر حرام ہے مُردار اور خون" جب خون کے متعلق نص آگئی تو اس کا حرام ہونا قطعی ہے۔ اور باقی چیزوں کو مکروہ قرار دیتا ہوں کیونکہ یہ وہ اشیاء ہیں جنہیں طبیعتیں ناپسند کرتی ہیں اور ان سے گھن کھاتی ہیں۔ اور یہی بات کسی بھی چیز کے مکروہ ہونے کا سبب بنتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور (یہ نبی) گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔" زیلعی۔ اور صاحبِ بدائع نے کتاب الذبائح کے آخر میں فرمایا: اور جو روایت حضرت مجاہد سے منقول ہے (جس میں سات چیزوں کی کراہت کا بیان ہے)، اس سے مراد کراہتِ تحریمی ہے۔[2]

امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: "ہمارے امام اعظم رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: خون تو حرام ہے کہ قرآن عظیم میں اس کی تحریم منصوص اور باقی چیزیں میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور انھیں گندی سمجھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ﴾[3] ترجمہ کنز الایمان:

---

1 ...پ9، الاعراف:157

2 ...در مختار مع رد المحتار، 6/749

3 ...پ9، الاعراف:157

”اور (یہ نبی) گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔“اور مختار و معتمد یہ ہے کہ کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے۔“[1]

اس کے علاوہ بھی بہت سے فقہاء کرام رحمۃُ اللہِ علیہم نے اپنی کتابوں میں ان چیزوں کے مکروہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔اب ان چھ (6) اجزاء کے حوالے سے کچھ کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

(2) پِتّا (Gallbladder)

حیوانی جسم کے اندر پہلو میں ایک چھوٹی سی تھیلی سے مشابہ عضو جس میں زرد زرد کڑوا پانی جگر سے رس کر آتا ہے (جسے پِت کہتے ہیں)۔[2] کہا جاتا ہے کہ اونٹ کے علاوہ ہر ذی روح کا پتا ہوتا ہے۔

پتے کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

حلال ذَبح شدہ جانور کا پِتّا کھانا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے۔پِتّا، پِت (صفرا) کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔اور پِت یعنی پتے کا پانی خود ناپاک، کڑوا، اور مضر صحت ہوتا ہے۔اور ظاہر ہے جس جگہ ناپاک، گندا اور زہریلا مواد جمع رہتا ہے، اس کو کھانے سے

---

1 ...فتاوی رضویہ، 20/234، 235 ملتقطاً

2 ...اردو لغت، 3/570

ایک نفیس و سلیم طبیعت ضرور گھن محسوس کرتی ہے۔[1] اور ایسی چیز خبیث کہلاتی ہے اور خبیث اشیاء کھانے سے ہماری شریعت نے منع کیا ہے۔

نوٹ: جانور کے جسم سے پتا جدا کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیتے ہوئے اسے یوں نکالنا چاہیے کہ پتے کو کٹ نہ لگے اور اس کا پانی گوشت وغیرہ کو نہ لگے۔

(3) پُھکنا / مثانہ (Bladder)

جسم میں موجود خون کو گردے فلٹر کرتے ہیں۔ اور خون سے اضافی فاضل مادے نکال دیتے ہیں۔ خون سے کشید کیے ہوئے یہ مائع فاضل مادے گردے (kidney) سے نکل کر وقتی طور پر ایک تھیلی میں جمع ہوتے رہتے ہیں اس تھیلی کو مثانہ (Bladder) کہتے ہیں۔ اور جو مائع فاضل مادے اس میں جمع ہوتے ہیں وہ پیشاب کہلاتا ہے۔ تو مثانہ دراصل پیشاب جمع ہونے کی جگہ ہے۔

جانور کے اس عضو کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

مثانہ کھانا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے۔ کیونکہ مثانہ ناپاک اور گندی چیز یعنی پیشاب جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اور کوئی بھی سلیم الطبع انسان ایسی چیز کھانا گوارا نہیں

1... غریب الحدیث لابن قتیبہ میں ہے: "لأن المرار لیس أحد یستحبه فیکرهه له ولا یأکله فینهاه عنه." (غریب الحدیث لابن قتیبة، 1/336) المنہاج فی شعب الایمان میں ہے: "والمرارة، الأغلب أن ما فیها قد خبث طعمها ولعلها أن تکون ضارة فلا تؤکل" (المنہاج فی شعب الایمان، 3/59)

کرسکتا۔ اور ایسی چیزیں کہ فطرت سلیمہ جنہیں گندہ سمجھتی اور انہیں کھانے سے گھن محسوس کرتی ہے وہ خبیث اشیاء میں سے ہیں۔ اور خبیث اشیاء کھانے سے ہماری شریعت نے منع کیا ہے۔

(4) فَرَج / مادہ جانور کی شرمگاہ (Private Part of Female Animal)

(5) ذَکَر / نر جانور کی شرمگاہ (Private Part of Male Animal)

شرعی حکم

نر جانور کی آگے والی شرمگاہ اور مادہ جانور کی آگے والی شرمگاہ، حلال ذَبح شدہ جانور کے یہ دونوں اجزاء کھانا بھی مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے۔ اس کی وجہ بالکل واضح ہے کہ یہ گندی و ناپاک چیزوں (یعنی پیشاب و منی) کی گزر گاہ ہے اور کوئی بھی سلیم الطبع انسان ایسی چیز کھانا گوارا نہیں کر سکتا اور ایسی چیزیں کہ فطرت سلیمہ جنہیں گندہ سمجھتی اور انہیں کھانے سے گھن محسوس کرتی ہے وہ خبیث اشیاء میں سے ہیں جنہیں کھانے سے ہماری شریعت نے منع کیا ہے۔

(6) کپورے (Testicles)

کپورے نر جانور کے وہ حصے ہوتے ہیں جو پیچھے کی طرف ایک تھیلی میں ہوتے ہیں۔ ان کا کام نطفہ (sperm) بنانا ہوتا ہے، اس لیے یہ تولیدی عضو شمار ہوتے ہیں۔ کپُورے کو خُصیَہ، فَوطہ یا بَیضَہ بھی کہتے ہیں۔ "یہ بیل، بکرے وغیرہ نَر (یعنی مُذَکَّر) میں نُمایاں ہوتے ہیں۔ مُرغے (نَر) کا پیٹ کھول کر آنتیں ہٹائیں گے تو پیٹھ کی

اندرونی سطح پر انڈے کی طرح سفید دو چھوٹے چھوٹے بیج نُما نظر آئیں گے یہی کپُورے ہیں۔"[1]

کپوروں کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

کپورے کھانا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز اور گناہ ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا عضو ہے جو شرعی لحاظ سے خبیث (گندی اور ناپسندیدہ) چیزوں میں شمار ہوتا ہے۔[2] فطرتِ سلیمہ رکھنے والا انسان ایسی چیز کو کھانے سے گھن محسوس کرتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے ان چیزوں کو کھانے سے روکا ہے جنہیں انسانی طبیعت گندہ سمجھے۔

افسوس! مسلمانوں کے بعض ہوٹلوں میں بیل، بکرے کے کپُورے بھی توے پر بھون کر پیش کئے جاتے ہیں غالِباً ہوٹل کی زبان میں اس ڈِش کو "کَٹا کَٹ" کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ڈش کھانا جائز نہیں ہے۔

پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس توے پر کٹاکٹ (یعنی کپورے) پکا کر دیئے جاتے ہیں، اس کو صاف کئے بغیر اسی پر دوسری حلال چیزیں جیسے گردے اور قیمہ وغیرہ بھی بنا کر دیئے جاتے ہیں جس سے کپوروں کے اجزاء وغیرہ بھی حلال چیزوں میں مل جاتے ہیں اور یوں حلال چیز میں بھی ممنوع چیز کی ملاوٹ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی گندی چیزیں کھانے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

1 ...فیضانِ سنت، ص 585،586

2 ...المغنی لابن قدامہ میں ہے: ''ذلك العضو غير مستطاب'' (المغنی لابن قدامۃ، 3/476)

حضرت علامہ مفتی ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے ایک فتوے میں لکھتے ہیں: "بکرے وغیرہ حیوانات ماکول اللحم (جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال ہے) کے کپورے۔۔مکروہ تحریمی یعنی قریب الحرام ہیں۔۔۔۔اور پنجاب میں وبا عام پائی جاتی ہے اکثر جگہ کپورے بے تکلف کھاتے ہیں حالانکہ حرام ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ کپورے جس کڑاہی میں تلتے ہیں اس میں کباب اور ٹکیہ بھی تلتے ہیں۔کپوروں کا عرق جب کباب وغیرہ میں ملا وہ بھی مکروہ و حرام ہو گیا۔مولیٰ کریم حرام خوری سے بچائے۔"[1]

سننے میں آیا ہے کہ اب بعض ہوٹلوں میں مرغ کے خصیے بھی پکائے اور کھلائے جاتے ہیں۔ یہ بھی شرعی طور پر جائز نہیں ہے کیونکہ کسی بھی جانور کا خصیہ کھانا حلال نہیں ہے۔

(7)غدود (Abnormal Lump)

یہاں غدود سے جانور کے جسم کا کوئی مخصوص حصہ مراد نہیں ہے۔بلکہ گردن پر، حلق میں اور بعض جگہ چربی وغیرہ میں چھوٹی بڑی کہیں سُرخ اور کہیں مٹیالے رنگ کی گول گول گانٹھیں ہوتی ہیں۔[2] یہ گلٹی کی طرح سخت گوشت ہوتا ہے اور عام طور پر چربی سے گھرا ہوتا ہے اور ہاتھ لگانے پر حرکت کرتا ہے۔ اسے عربی میں غَدَّہ اور

1...رسالہ "اوجھڑی کا مسئلہ" بحوالہ ماہنامہ رضوان، آخری صفحہ

2...فیضان سنت، ص585

Go To Index

اُردو میں غُدُود کہتے ہیں۔ اردو میں گلٹی اور گانٹھ بھی کہا جاتا ہے۔[1]

شرعی حکم

غدود کھانا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے۔کیونکہ یہ در اصل جما ہوا فاسد (خراب) خون ہوتا ہے[2] جو گوشت سے مل کر گلٹی نما صورت اختیار کر لیتا ہے۔یقیناً فطرت سلیمہ والا انسان اسے کھانے سے گھن محسوس کرتا ہے۔ اس لئے اس کو بھی خبیث اشیاء میں شمار کیا گیا ہے۔

لٰہذا گوشت پکانے سے پہلے اگر گوشت میں اس طرح کی کوئی غدود (گلٹی) نظر آئے تو اسی وقت نکال دیں۔ اور اگر پکے ہوئے گوشت میں نظر آئے تو اسے ہر گز نہ کھائیں بلکہ نکال کر پھینک دیں۔بقیہ گوشت و سالن کھانے میں حرج نہیں۔

(8) پِت / صفرا (Bile)

بدن میں چار اخلاط (رطوبتیں) ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک خلط کا نام "صفرا"

---

1 ...ردالمحتار میں ہے: "الغدة بضم الغين المعجمة كل عقدة فى الجسد أطاف بها شحم، وكل قطعة صلبة بين العصب ولا تكون فى البطن كما فى القاموس" (ردالمحتار، 6/749) معجم لغۃ الفقہاء میں ہے: "كل قطعة لحم صلبة تنبئ عن مرض بين الجلد واللحم. تتحرك بالتحريك. Ductless gland وهى المرادة بقول الفقهاء ويكره أكل الغدة." (معجم لغۃ الفقہاء، ص297) علامہ خلیل احمد فراہیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الغدة فى العنق أو غيره، يمور بين الجلد واللحم، تراه يديص ديصانا إذا حركته. يديص: يتقلب" (کتاب العین، 1/335) فرہنگ آصفیہ میں ہے: "غدو: گوشت کے اندر کی گُٹھلی، گلٹی، کے اندر کی گرہ، گانٹھ، عوام غَدود بولتے ہیں۔" (فرہنگ آصفیہ، 3/302)

2 ... "[الغُدَّة] فى اللحم: دمٌ يجمد بين اللحم والجلد" (شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم، 8/4871)

ہے۔ یہ زرد رنگ کا کڑوا پانی ہوتا ہے جو پتے کے اندر رہوتا ہے۔[1] اسے عربی میں مِرّہ یا مَرارہ اور انگلش میں Bile کہتے ہیں۔ یہ جگر میں تیار ہو کر پِتّے کی نالی میں جمع ہوتا اور پِتّے کی تھیلی میں محفوظ رہتا ہے۔ اور کھانے کے ہضم میں مدد فراہم کرتا ہے۔[2]

شرعی حکم

جس طرح پتا کھانا، جائز نہیں، اسی طرح پتے کے اندر موجود اس رطوبت (صفرا) کا استعمال بھی ناجائز و گناہ ہے۔ کیونکہ پتے کا یہ پانی ناپاک ہوتا ہے۔ بعض فقہائے کرام نے اس کا حکم پیشاب کی مثل بیان فرمایا ہے۔ اور بعض نے خون کے مثل قرار دیا۔ بہر حال اس کا کھانا جائز نہیں۔[3]

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

"(اجزاءِ ممنوعہ میں سے ایک) مِرّہ بھی ہے یعنی وہ زرد پانی کہ پِتّے میں ہوتا ہے جسے صفرا کہتے ہیں اور ہمارے علماء کتاب الطہارۃ میں تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا حکم مثل

---

1 ...اردو لغت، 3/566

2 ... مشہور ویب سائٹ وِکی پیڈیا میں ہے: "الصفراء أو عُصارة المرارة أو العصارة الصفراوية أو المرّة أحد السوائل الجسمية، وهو سائل قاعدي سميك مر الطعم أصفر اللون يتم تحضيره في الكبد يجمع في قناة المرارة ويخزن في كيس المرارة الذي تفرغ هذا السائل في العفج أثناء دخول الطعام إلى الإثني عشر حيث يساهم في هضم المأكولات الدهنية" (www.ar.wikipedia.org/wiki/صفراء)

3 ... غمز العیون میں ہے: "في القنية مرارة الشاة كالدم وقيل كبولها (انتهى)" (غمز عیون البصائر، 2/13) حلبی صغیر میں ہے: "(ومرارة كل حيوان كبوله) لانها مرة صفراء وهي نجسة لكونها من الفضلات" (حلبی صغیر، ص97) فتاویٰ والوالجیہ میں ہے: "كل حكم ظهر في البول فهو الحكم في المرارة" (الفتاوی الولوالجیۃ، 1/46)

پیشاب کے ہے، بلکہ بعض نے تو مثل خون کے ٹھہرایا۔۔۔۔۔ بہر حال کھانا اس کا بیشک ناجائز ہے کما ھو المذھب فی البول۔"[1]

نوٹ: چونکہ پِتّے کا یہ پانی ناپاک ہے۔ لہٰذا اپِتّا نکالتے وقت اگر اس کا پانی نکل کر گوشت کو لگ گیا تو جہاں جہاں یہ پانی لگے گا وہ جگہ بھی ناپاک ہو جائے گی اور گوشت کے اس حصے کو دھو کر پاک کرنا ضروری ہو گا۔

(9) دُبُر / پاخانہ کا مقام (Anus)

جانور کا وہ مقام جہاں سے فضلہ / پاخانہ خارج ہو تا ہے۔

شرعی حکم

اس کا کھانا، مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے۔ اور اس کی وجہ بالکل واضح ہے کہ یہ نجاست و گندگی (پاخانہ) گزرنے کی جگہ ہے۔ اور کوئی بھی سلیم الطبع انسان ایسی چیز کھانا گوارا نہیں کرتا بلکہ اس سے گِھن محسوس کرتا ہے اور ایسی چیزیں کہ فطرت سلیمہ جنہیں گندہ سمجھتی اور انہیں کھانے سے گھن محسوس کرتی ہے وہ خبیث اشیاء میں سے ہیں اور خبیث اشیاء کھانے سے ہماری شریعت نے منع کیا ہے۔ چنانچہ

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ﴾[2] ترجمہ کنز الایمان: "اور (یہ نبی) گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔"

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 20/237

2 ... پ9، الاعراف: 157

اس عمومی اصول کے علاوہ بالخصوص دُبُر کے متعلق علماء کرام نے واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ خبیث اشیاء میں سے ہے اور اس کا کھانا ناجائز و گناہ ہے۔[1]

امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کا اس کے متعلق کلام کچھ تسہیل کے ساتھ درج ذیل ہے: "اہلِ علم پر مستتر (پوشیدہ) نہیں کہ استدلال بالفحوٰی (مفہوم سے دلیل لینا) یا اجرائے علتِ منصوصہ (شریعت میں بیان کردہ علت کو دوسری جگہ لاگو کرنا) خاصہ مجتہد (صرف مجتہد کا اختیار) نہیں، کما نصّ علیه العلامة الطحطاوی تبعاً لمن تقدّمه من الأعلام۔ اور یہاں خود امام مذہب (امام ابو حنیفہ) رضی اللہُ عنہ نے اشیاءِ ستہ (حدیث میں بیان کردہ چھ مکروہ چیزوں) کی علتِ کراہت پر نص فرمائی (یعنی مکروہ ہونے کی وجہ خود یہ بیان فرمائی) کہ "خباثت" (گندگی وناپسندیدگی) ہے۔

اب فقیر، متوکلاً علی اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے)، کوئی محل شک (شک کی جگہ) نہیں جانتا کہ دُبر یعنی پاخانے کا مقام،۔۔۔ بھی اس حکمِ کراہت میں داخل ہیں۔ بیشک دُبر، فرج (مادہ جانور کے اگلے مقام) وذَکر (نَر جانور کے عضوِ تناسل) سے۔۔۔ اگر خباثت (گندگی) میں زائد (زیادہ) نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں۔ فرج و ذَکر (مادہ اور نَر جانور کی اگلی شرمگاہیں) اگر گزر گاہِ بول و منی (پیشاب اور منی کا راستہ) ہیں، دُبر گزرگاہِ سرگین (جانور کی پچھلی شرمگاہ فضلہ اور گوبر گزرنے کا راستہ) ہے۔۔۔ اب چاہے اسے

---

1 ...علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وزاد فی الینابیع: الدبر وغدة من المکروهات کذا فی السراج الوهاج والجوهرة النیرة۔" (فاکہۃ البستان، ص169)

دلالۃ النص (نص کی دلالت / اشارہ) سمجھئے، خواہ اجرائے علتِ منصوصہ (شریعت کی بیان کردہ وجہ کو دوسری جگہ لاگو کرنا)۔ الحمدللہ! بعد اس کے فقیر نے ینابیع سے تصریح (واضح بیان) پائی کہ امام رضی اللہ عنہ نے دُبر کی کراہت پر تنصیص (صراحت سے ذکر) فرمائی۔

رحمانیہ میں ہے: ''فی الینابیع کرہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الشاۃ سبعۃ اشیاء الذکر والانثیین والقبل والدبر والغدۃ و المثانۃ والدم، قال ابوحنیفۃ الدم حرام بالنص، والستۃ نکرھھا لانھا تکرھھا الطبائع ''یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے بکری میں سے سات چیزوں کو ناپسند فرمایا: ذکر (نر جانور کا عضوِ تناسل)، خصیتین (دونوں بیضے)، قبل (اگلا مقام)، دبر (پچھلا مقام)، غدہ (غدود)، مثانہ (پیشاب کی تھیلی) اور خون۔ امام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: خون تو صریح نص (قرآن) سے حرام ہے اور باقی چھ چیزیں ہم مکروہ سمجھتے ہیں، کیونکہ یہ طبیعتیں ان کو ناپسند کرتی ہیں۔''[1]

(10) اوجھڑی / کِرْش / (Tripe)

اوجھڑی پیٹ کے اندر ایک تھیلی کی طرح کا عضو جس میں کھانا رہتا اور ہضم ہوتا ہے۔[2] اوجھڑی عام طور پر کھردری یا جھریوں والی ہوتی ہے اور اس کی اندرونی سطح نرم اور جھلی دار، تولیہ نما ہوتی ہے۔ جگالی کرنے والے جانور کی اوجھ کو ''کِرْش'' کہا جاتا ہے۔ اور فارسی میں اسے ''شکنبہ'' کہا جاتا ہے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 20/238، 239 ملتقطاً

2 ... اردو لغت، 18/299

(11) آنتیں / امعاء / (Intestines)

پیٹ کے اندر لمبا نلکی کی قسم کا ایک نرم عضو جس میں غذا کا فضلہ جمع ہوتا ہے۔[1]

شرعی حکم

حلال جانور کی اوجھڑی اور آنتیں کھانا، مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اوجھڑی اور آنتیں یہ بھی گندگی و نجاست یعنی جانور کا گوبر جمع ہونے کی جگہیں ہیں۔ تو جس طرح حدیثِ پاک میں مثانے کو مکروہ قرار دیا گیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ وہ پیشاب جیسی گندی چیز جمع ہونے کی جگہ ہے اسی طرح اوجھڑی اور آنتیں بھی اسی علت کی بنیاد پر مکروہ قرار پائیں گی کیونکہ یہ بھی گندگی و نجاست جمع ہونے کا محل ہیں۔ جس علت اور وجہ کی بنیاد پر مثانے کو مکروہ اور خبیث قرار دیا گیا ہے وہی علت اور وجہ اوجھڑی اور آنتوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ بھی خبیث، گندی اور گھن والی اشیاء میں سے ہیں۔ اور خبیث اشیاء کھانے سے ہماری شریعت نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ﴾[2]

ترجمہ کنز الایمان: اور (یہ نبی) گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔

اوجھڑی اور آنتوں کے متعلق چند علماء کرام کے فتاوی ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ

---

1 ...اردو لغت، 2/321

2 ...پ9، الاعراف:157

امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کا فتوی کچھ تسہیل کے ساتھ درج ذیل ہے:

"اہلِ علم پر مستتر (پوشیدہ) نہیں کہ استدلال بالفحوٰی (مفہوم سے دلیل لینا) یا اجرائے علتِ منصوصہ (شریعت میں بیان کردہ علت کو دوسری جگہ لاگو کرنا) خاصہ مجتہد (صرف مجتہد کا اختیار) نہیں، کما نصّ علیہ العلامۃ الطحطاوی تبعاً لمن تقدّمہ من الأعلام۔ اور یہاں خود امام مذہب (امام ابو حنیفہ) رضی اللہُ عنہ نے اشیاءِ ستہ (حدیث میں بیان کردہ چھ مکروہ چیزوں) کی علتِ کراہت پر نص فرمائی (یعنی مکروہ ہونے کی وجہ خود یہ بیان فرمائی) کہ "خباثت" (گندگی وناپسندیدگی) ہے۔

اب فقیر، متوکلاً علی اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے)، کوئی محل شک (شک کی جگہ) نہیں جانتا کہ ۔۔۔ کرش یعنی اوجھڑی، امعاء یعنی آنتیں بھی اس حکمِ کراہت میں داخل ہیں۔ بیشک ۔۔۔ کرش (اوجھڑی) وامعاء (آنتیں) مثانہ سے اگر خباثت (گندگی) میں زائد (زیادہ) نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں ۔۔۔ مثانہ اگر معدن بول (پیشاب ٹھہرنے کی جگہ) ہے، شکنبہ و رودہ مخزن فرث ہے (یعنی اوجھڑی اور آنتیں گوبر جمع ہونے کی جگہیں ہیں) اب چاہے اسے دلالۃ النص (نص کی دلالت / اشارہ) سمجھئے، خواہ اجرائے علتِ منصوصہ (شریعت کی بیان کردہ وجہ کو دوسری جگہ لاگو کرنا)۔" [1]

فقہاء کرام نے یہ واضح لکھا ہے کہ معدہ، نجاست (یعنی ناپاکی وگندگی) جمع ہونے کا مقام ہے چنانچہ علامہ کاسانی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: "المعدۃ معدن الأنجاس" ترجمہ:

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 20/238، 239

معدہ نجاستوں کا مقام ہے۔ (1)

آنتوں کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: ”آنت کھانے کی چیز نہیں پھینک دینے کی چیز ہے، وہ اگر کافر لے جائے یا کافر کو دی تو کوئی حرج نہیں، ”اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ج“ (2) (ترجمہ: گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کے لیے۔) (3)

آنتوں سے متعلق حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: ”آنتیں مکروہ تحریمی ہیں اور علت وہی ہے جو لحمِ جلالہ کی حرمت میں ہے۔ حدیث میں ہے: نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن أکل الجلالۃ وألبانھا۔ غلیظ خوار جانور کے گوشت اور دودھ سے منع فرمایا۔ اور آنتیں خود معدن نجاست ہیں۔“ (4)

کیا اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ سے پہلے کسی نے اوجھڑی کی ممانعت کا فتویٰ نہیں دیا؟

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اوجھڑی کی ممانعت پر امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ سے پہلے کسی نے فتویٰ نہیں دیا۔ اور یہ کہہ کر وہ اوجھڑی کا جواز نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نے اوجھڑی کی ممانعت کا فتویٰ بلا بنیاد نہیں دیا بلکہ یہ شرعی دلائل یعنی قیاس و دلالۃ النص

---

1 ...بدائع الصنائع، 1/27

2 ...پ18، النور: 26

3 ...فتاویٰ رضویہ، 20/457

4 ...فتاویٰ امجدیہ، 3/298، 299

پر مبنی حکم ہے۔ اور علماء صدیوں سے ہر زمانے میں قیاس و دلالۃ النص کی بنیاد پر نئے مسائل کا حکم بیان کرتے آرہے ہیں۔ کسی فقیہ کا بیان کردہ ایسا حکم محض اس وجہ سے رد نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے قبل کسی نے وہ بیان نہیں کیا خصوصاً جبکہ اس حکم کی علت بھی بالکل واضح ہو۔

یہ تو ایک اصولی بات ہے۔ علاوہ ازیں ہم یہاں یہ بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ یہ فتویٰ دینے میں متفرد (تنہا) نہیں ہیں بلکہ آپ سے ما قبل مستند و معتمد حنفی فقہاء اوجھڑی کی ممانعت کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اور بالکل اسی بنیاد پر دے چکے ہیں جس بنیاد پر اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ اوجھڑی نجاست و گندگی جمع ہونے کی جگہ ہے۔ بلکہ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اوجھڑی کو کسی نبی نے تناول نہیں فرمایا۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اوجھڑی گندی چیزوں میں سے ہے۔ طیب و پاکیزہ چیزوں میں سے نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات: 1174ھ) اپنی کتاب "فاکہۃ البستان" میں لکھتے ہیں: "ودر شکنبہ دو روایت است، کذا فی الفتاوی البزازیۃ نقلاً عن الصلاۃ المسعودیۃ۔ وعبارۃ الصلاۃ المسعودیۃ فی المسألۃ الأخیرۃ ھکذا: در شکنبہ دو روایت است: دریک مکروہ است، ودریک نی، اما کراھیت شکنبہ بدان سبب است کہ وی محل نجاست است، وھیچ پیغمبری وی را نخوردہ انتھی" یعنی اوجھڑی کے بارے میں دو روایتیں ہیں، جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں الصلاۃ المسعودیۃ سے نقل کرتے ہوئے یہی لکھا ہے۔ اور الصلاۃ المسعودیۃ کی

اس مسئلہ میں عبارت یہ ہے: اوجھڑی کے متعلق دو روایتیں ہیں: ایک روایت میں اسے مکروہ (ناجائز) قرار دیا گیا ہے، اور ایک روایت کے مطابق یہ مکروہ نہیں۔ اور اوجھڑی کی کراہت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ محلِ نجاست ہے اور کسی نبی نے اسے نہیں کھایا۔[1]

یہاں اگرچہ اوجھڑی کے متعلق دو روایتیں بیان ہوئی ہیں لیکن کسی مسئلے کے متعلق دو روایتیں ذکر کر کے ایک کی علت (وجہ / دلیل) بیان کرنا اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ وہی روایت راجح ہے۔[2] یہاں اسی روایت کی علت بیان کی گئی ہے جس میں اسے مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہی روایت راجح ہوگی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے بعد بھی بہت سے علماء نے اس کے ممنوع ہونے کا حکم بیان فرمایا ہے چنانچہ مفتی وقار الدین قادری رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: ”مثانہ اور پاخانہ کے عضو اس لئے مکروہ ہیں کہ ان سے نجاستوں کا گزر ہوتا ہے جبکہ اوجھڑی اور آنتوں میں نجاست کا اجتماع ہوتا ہے۔ لہذا اس کا حکم بھی یہی ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔“[3]

اس کے علاوہ بہت سے علماء کے فتاوی رسالہ ”اوجھڑی کا مسئلہ“ میں شائع ہو چکے ہیں۔

---

1 ... فاکہۃ البستان، ص174

2 ... عقود الدریہ میں ہے: ”وقد علل القول الثانی والتعلیل دلیل الترجیح“ وقال بعد سطور: ”ھو المرجح إذ ھو المحلی بالتعلیل“ (العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، 1/ 18)

3 ... وقار الفتاویٰ، 1/ 268

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں بیان کردہ سات ممنوعہ چیزوں میں اوجھڑی کا ذکر نہیں ہے، اس لئے اس کا کھانا جائز ہے۔ حالانکہ یہ استدلال ہی غلط ہے۔ حدیث میں تو پھر دُبر (جانور کے پاخانے کا مقام) کا بھی ذکر نہیں ہے۔ تو کیا اس وجہ سے اس کا کھانا حلال ہو جائے گا؟ اصل بات یہ ہے سات کے علاوہ باقی چیزوں کے متعلق بھی اگر ممانعت کی دلیل ثابت ہو گی تو وہ چیز منع ہو جائے گی اور حدیث میں یہ نہیں کہا گیا کہ ان سات کے علاوہ کوئی اور منع نہیں ہے۔ کتاب کے مقدمے میں اس عنوان پر ہم نے قدرے تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

ساسیج (sausage) کھانے کا حکم

ساسیج (sausage) کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض ساسیج یوں بنائے جاتے ہیں کہ جانور کی آنتوں کو اچھی طرح صاف کر کے پھر اس آنت کے اندر چکن، مٹن یا بیف کا مصالحے دار قیمہ بھرا جاتا ہے۔ اور پھر اسی طرح آگ پر پکا کر آنت سمیت کھایا جاتا ہے۔

ساسیج کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

اوپر جو ہم نے تفصیل بیان کی اس کے مطابق اس قسم کا ساسیج جس کا یہ بیرونی کور (Casing) کسی جانور کی آنت کا بنا ہو وہ کھانا جائز نہیں کیونکہ آنت گندی، خبیث اور ممنوع اشیاء میں سے ہے اگرچہ یہ حلال ذَبح شدہ جانور کی آنت ہو اور اگر یہ کسی ایسے جانور کی آنت ہے جو خود حرام ہے جیسے خنزیر وغیرہ یا پھر جانور تو حلال ہے لیکن

اسے صحیح شرعی طریقے سے ذَبح نہیں کیا گیا تو اب اس قسم کے ساسیج کا حرام ہونا تو اور بھی زیادہ واضح ہے۔ جس میں کسی مسلمان کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

نوٹ: واضح رہے کہ مارکیٹ میں کچھ ایسے ساسیج بھی ملتے ہیں جن کو بنانے میں آنت کے بجائے کسی اور چیز سے بنا ہوا کور (Casing) استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں گوشت بھرا جاتا ہے۔ ایسے ساسیج کا حکم اس کے بیرونی کور (Casing) کے مطابق ہو گا۔ یعنی اگر وہ بیرونی کور (Casing) جائز و حلال چیز سے بنایا گیا ہو تو پھر وہ ساسیج کھانا جائز ہو گا جبکہ اس کے اندر والا گوشت و مصالحہ وغیرہ بھی حلال ہو اور اگر وہ کور یا اندر مصالحہ وغیرہ ممنوع اجزاء پر مشتمل ہوا تو پھر وہ ساسیج کھانا بھی ممنوع ہو گا۔

لہٰذا ساسیج خریدنے و کھانے سے پہلے مذکورہ بالا تفصیل کو سامنے رکھ کر حلال قسم کے ساسیج کا ہی انتخاب کرنا چاہیے اور حرام یا ممنوع اجزاء پر مشتمل ساسیج سے بچنا چاہیے۔

بَٹ اور اوجھڑی میں فرق

جس تھیلی میں کھانا رہتا اور ہضم ہوتا ہے، اس کی دو پرتیں ہوتی ہیں۔ ایک اندرونی پرت جو کھانے وغیرہ سے متصل (ملی) رہتی ہے اور دوسری پرت بیرونی طرف یعنی باہر کی جانب ہوتی ہے۔ گوشت کی اس بیرونی پرت کو بَٹ کہتے ہیں۔

بَٹ اور اوجھڑی کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

بَٹ کھانا مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔ کیونکہ اوجھڑی کی ممانعت تو اس وجہ سے

ہوئی تھی کہ وہ محلِ نجاست و گندگی ہے یعنی گندگی اس میں جمع رہتی ہے اور اس کے متصل (جڑی) ہوتی ہے۔ جبکہ بَٹ اس اوجھڑی کا بیرونی گوشت والا حصہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ گندگی متصل نہیں ہوتی بلکہ یہ حصہ گندگی و نجاست سے جدا رہتا ہے تو اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لہٰذا اگر اوجھڑی کے اندرونی جھلی جو تولیے کی طرح ہوتی ہے وہ بالکل جدا کر کے الگ کر دی جائے تو بیرونی گوشت کی جھلی کھانے میں حرج نہیں ہے۔

مارکیٹ میں بڑے جانور (گائے وغیرہ) کا بَٹ (اندرونی جھلی سے جدا کیا ہوا فقط بیرونی حصہ) مل جاتا ہے اور چھوٹے جانور (بکرے وغیرہ) کی اوجھڑی عموما دونوں تہوں سمیت ہی بک رہی ہوتی ہے۔ بہر حال ان دونوں میں جب تولیے کی طرح کی اندرونی جھلی اتار لی جائے تو بقیہ بیرونی حصے کا گوشت کھانا جائز ہے۔

اس حوالے سے حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ کا فتوی، جس پر حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کی بھی تصدیق ہے، ملاحظہ فرمائیں: "بٹ کھانا بِلا کسی ادنی کراہت کے جائز ہے، بٹ اگرچہ معدے کے اوپر کا گوشت ہے مگر اس میں اور نجاست میں ایک موٹی جھلی، جسکو ہمارے یہاں کی زبان میں جَھروتا کہتے ہیں، حائل ہوتی ہے، یہ جھلی اتنی موٹی ہوتی ہے کہ اس کی چھنی بنتی ہے، اس لیے بٹ معدے کے حکم میں نہیں، اس لیے کہ کراہت کی علت نجاست کے ساتھ اتصال ہے اور وہ بٹ میں مرتفع ہے۔"[1]

---

[1]... مصدقات تاج الشریعہ، ص39

اسی کتاب میں اس سے پچھلے صفحے پر لکھا ہے: ”بٹ اوجھ کے اوپر کا گوشت ہے، بٹ اور نجاست کے درمیان ایک جھلی ہوتی (ہے) جو اثرِ نجاست کو بٹ تک نہیں پہنچنے دیتی، لہذا بٹ کا کھانا جائز ہے۔ نوری کرن 1971ء میں حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہِ علیہ کی تصدیق کے ساتھ کھانے کے جواز کا فتوی موجود ہے۔“ (1)

مرغی کا پوٹا کھانا کیسا؟

مرغی کا بھی پوٹا، اس کی اوجھ ہی ہوتی ہے۔ جس میں گندگی جمع رہتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں عموماً مرغی فروش جب مرغی کا پوٹا صاف کرتے ہیں تو اس کی اندرونی جھلی جو گندگی و نجاست سے متصل رہتی ہے وہ اتار کر پھینک دیتے ہیں اور پیچھے گوشت کا وہی حصہ بچتا ہے جو گندگی سے جدا رہتا ہے۔ تو جس طرح بَٹ کھانا جائز ہے اسی طرح مرغی کا پوٹا کھانا بھی جائز ہے۔

(12 تا 15) گوشت، جگر، تِلّی اور دل کے خون کا حکم

جانور کو ذَبح کرنے پر رگوں سے دمِ مسفوح (بہنے والا خون) نکل جاتا ہے۔ لیکن اس دمِ مسفوح کے نکل جانے کے بعد بھی جانور کے جسم میں چار طرح کا خون رہتا ہے:

(1) گوشت کا خون Meat Blood(i.e. blood drained from the meat)

وہ خون جو گوشت میں رہ جاتا ہے اور بعد میں گوشت سے نکلتا ہے۔ اگر گوشت کو پانی میں رکھیں تو گوشت میں رہ جانے والے اسی باقی ماندہ خون کی وجہ سے پانی کی

---

1 ...مصدقات تاج الشریعہ، ص38

رنگت سرخ ہو جاتی ہے۔

(2) جگر (کلیجی) کا خون Liver Blood (i.e. blood drained from the liver)

(3) تِلّی کا خون Spleen Blood (i.e. blood drained from the Spleen)

کلیجی اور تِلّی اگرچہ خود بھی جما ہوا خون ہی ہوتے ہیں اور حدیث پاک میں ان دونوں کو کھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر یہاں گفتگو اس خون کے بارے میں ہے جو کلیجی اور تِلّی میں رہ جاتا ہے اور عموماً اس وقت باہر نکلتا ہے جب انہیں کاٹا جائے۔

(4) دل سے نکلنے والا خون Heart Blood (i.e. blood drained from the heart after slaughter)

کلیجی اور تِلّی کی طرح بکری وغیرہ کا دل بھی ایک ایسا عضو ہے جس میں خون باقی رہ جاتا ہے اور جب دل کو کاٹ کر چیرا (Cut) دیا جائے تو اس وقت نکلتا ہے۔ یہاں اسی خون کے متعلق گفتگو ہے۔

ان کی تصویریں کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

دمِ مسفوح (وہ خون جو ذَبح کے وقت نکلتا ہے اس) کے حرام وناپاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ خود قرآن میں اس کی حرمت بیان کی گئی ہے اور اس دمِ مسفوح کے نکل جانے کے بعد ذَبح شدہ جانور کے جسم میں جو مذکورہ بالا چار طرح کے خون باقی رہ جاتے ہیں تو یہ خون بھی مکروہ ہیں اور ان کا استعمال بھی ناجائز و گناہ ہے۔ مختلف علماء

کرام نے یہ بات اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔[1] لیکن ان کے ناجائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ گوشت، جگر، تلی اور دل سے جب یہ خون جدا ہو جائے اور ان کو مستقل حیثیت سے دیکھا جائے تو اب اس علیحدہ ہو جانے والے خون کا استعمال ناجائز و گناہ ہے۔ ورنہ اگر گوشت، جگر، تلی اور دل سے خون جدا ہو کر نکلا نہیں بلکہ ان کے اندر ہی موجود ہے اور صاف کئے و دھوئے بغیر اسی طرح گوشت و دیگر اشیاء کو پکا لیا گیا تو اب اس گوشت و دیگر اشیاء کو ممنوع، ناجائز یا مکروہ قرار نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ فقہ کا مشہور و مسلمہ اصول ہے کہ "کَمْ مِنْ شَیْءٍ یَثْبُتُ ضِمْنًا وَلَا یَثْبُتُ قَصْدًا" آسان زبان میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز اپنی اصل حیثیت میں نہ ہو بلکہ کسی اور چیز کے تابع ہو (اور اس کے ساتھ لگی ہوئی ہو)، تو شریعت اس کے ساتھ نرمی

---

[1] ... النتف فی الفتاوی میں ہے: ''یکرہ من الشاۃ المذبوحۃ سبعۃ اشیاء الذکر والحیاء والغدۃ والمرارۃ والمثانۃ والانثیان والدم الذی یخرج من اللحم او الکبد او الطحال واما الدم المسفوح فانہ حرام وھو من المحرمات الاصلیۃ''(النتف، 1/ 233)

جامع الرموز میں ہے: "وکذا الدم الذی یخرج من اللحم والکبد والطحال"(جامع الرموز، 2/ 350)

طحطاوی علی الدر میں ہے: "الذکر والانثیان والمثانۃ والعصبان اللذان فی العنق والمرارۃ تحل مع الکراھۃ، وکذا الدم الذی یخرج من اللحم والکبد والطحال دون الدم المسفوح، وھل الکراھۃ تحریمیۃ اوتنزیھیۃ قولان"(طحطاوی علی الدر، 4/ 157)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: "خون مطلقاً حرام ہے قربانی کا ہو یا کسی کا۔ بہت ہو یا تھوڑا۔ رگوں کا خون تو بنصِ قطعی قرآنِ کریم حرام قطعی ہے۔ قال تعالٰی: اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا (پ8، الانعام:145) ذبح کے بعد جو خون گوشت سے نکلتا ہے وہ بھی ناجائز ہے یونہی جگر یا تلی کا خون کما فی البحر المحیط جامع الرموز وغیرھما اور دل کا خون تو خود نجس ہے اور ہر نجس حرام۔ حلیہ وقنیہ وتجنیس وعتابیہ وخزانۃ الفتاوی وغیرھا میں ہے دم قلب الشاۃ نجس واللہ تعالٰی اعلم"(فتاویٰ افریقہ، ص164)

کا معاملہ کرتی ہے اور ایسے موقع پر بعض ایسی آسانیاں دی جاتی ہیں جو اگر وہ چیز الگ اور مستقل ہوتی، تو نہ دی جاتیں① اور ہمیں ایسی روایات ملتی ہیں کہ صحابۂ کرام بغیر دھوئے گوشت پکاتے تھے یہاں تک کہ گوشت کی وجہ سے ہنڈیا کے پانی میں زردی یا سرخی آجاتی اور وہ اسے خلافِ شرع و ممنوع نہ سمجھتے تھے۔②

البتہ بہتر یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو گوشت و دیگر اجزاء کو دھو کر اور اچھی طرح خون صاف کر کے پھر پکائیں اور استعمال کریں۔اس شرعی حکم کی تفصیل سے متعلق دار الافتاء اہلِ سنت کا فتویٰ جاری ہو چکا ہے۔جس میں اس حکم کے شرعی و فقہی دلائل موجود ہیں۔

یہ فتویٰ دار الافتاء اہلِ سنت کی ویب سائٹ پر موجود ہے، اس کیو آر (QR) کوڈ کو اسکین کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

1...الاشباہ میں ہے:"یغتفر فی التوابع ما لا یغتفر فی غیرھا، وقریب منھا: یغتفر فی الشیء ضمنا ما لا یغتفر قصدا"(الأشباہ والنظائر، ص103)

2... علامہ ابن امیر الحاج رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں:"وأسند عکرمۃ قال: لولا ھذہ الآیۃ "اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا" لاتبع المسلمون من العروق ما اتبع الیھود. وفی فتاوی الولوالجی وغیرھا: لما روی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا: سئلت عن اللحم یطبخ فی القدر فیری فی القدر صفرۃ الدم؟ فقالت: لا بأس بذلک انتھی....... وفی شرح المنھاج للدمیری: ویدل لہ من السنۃ قول عائشۃ: کنا نطبخ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والبرمۃ تعلوھا الصفرۃ من الدم، فیأکل ولا ینکرہ، انتھی. وھذا یفید أن مستند فتواھا المذکورۃ تقریر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک بعد العلم بہ، وھو بمنزلۃ التشریع الفعلی، والقولی منہ کما عرف فیہ" (حلبہ، 553/1) تفسیر خازن میں ہے:"قال عمران بن جریر: سألت أبا مجلز عما یختلط باللحم من الدم وعن القدر یری فیھا حمرۃ الدم فقال لا بأس بذلک وإنما نھی عن الدم المسفوح"(تفسیر خازن، 168/2) نیز دیکھئے امام نووی کی(المجموع شرح المہذب، 557/2)

اس وضاحت سے مزید درج ذیل علمی فوائد و شرعی احکام سامنے آتے ہیں

(1) دمِ مسفوح (یعنی ذَبح کے وقت نکلنے والا خون) تو جہاں جہاں لگے گا وہ ناپاک بھی ہو جائے گی اور گوشت کے اس حصے کو پاک کئے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں ہو گا۔ لیکن اگر اس دمِ مسفوح کے علاوہ گوشت کے ساتھ گوشت کا اپنا خون لگا ہے اور اسی طرح اس گوشت کو پکا کر استعمال کیا گیا تو یہ گناہ نہیں۔[1] جیسے مرغی کی پکی ہوئی ران یا دیگر حصوں میں بعض اوقات ہڈی کے قریب خون کی سرخی باقی ہوتی ہے تو یہ اگرچہ طبعی طور پر کراہت و ناپسندیدگی کا باعث ہوتا ہے لیکن اس کی وجہ سے اسے کھانا، ممنوع قرار نہیں دیا جائے گا۔

(2) یونہی گوشت میں کئی جگہ چھوٹی چھوٹی رگوں میں خون ہوتا ہے۔ پکنے کے بعد وہ رگیں کالی ڈوری کی طرح ہو جاتی ہیں۔ خاص کر بھیجے (دماغ / مغز)، سری پائے اور مرغی کی ران اور پَر کے گوشت وغیرہ میں باریک کالی ڈوریاں دیکھی جاتی ہیں۔ کھاتے وقت ان کو نکال دینا چاہیے۔ ویسے بھی طبعی طور پر اسے کھانا پسندیدہ نہیں۔ لیکن شرعی حکم

---

[1] ... امام ابو بکر جصاص رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''عن قتادۃ فی قولہ (اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا) (پ8، الانعام: 145) قال حرم من الدم ما کان مسفوحا وأما اللحم یخالطه الدم فلا بأس به۔'' (احکام القرآن للجصاص، 3 / 33) فتاوی تاتارخانیہ میں ہے: ''وعن ابی حنیفة رحمه الله انه انما یحرم الدم المسفوح وهو السائل فاما ما یکون فی اللحم ملتزقا به فلا باس به '' (فتاوی تاتارخانیہ، 1 / 291) تفسیر خازن میں ہے: ''اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا (پ8، الانعام: 145) وهو ما سال من الحیوان فی حال الحیاة أو عند الذبح فإن ذلك الدم حرام نجس وما سوی ذلك كالكبد والطحال فإنهما حلال لأنهما دمان جامدان. وقد ورد الحدیث بإباحتهما وكذا ما اختلط باللحم من الدم لأنه غیر سائل، ۔۔۔ وقال إبراهیم النخعی: لا بأس بالدم فی عرق أو مخ إلا المسفوح'' (تفسیر خازن، 2 / 168)

کے اعتبار سے اگر کوئی ان کو جدا نہیں کرتا اور ایسے ہی گوشت کھالیتا ہے تو وہ گنہگار نہیں ہو گا۔ علماء نے گوشت یا رگوں میں رہ جانے والے خون کے متعلق بھی واضح یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے ساتھ ہی گوشت کھانا جائز ہے۔[1]

(3) کلیجی و تلی کو بغیر کاٹے اور بغیر دھوئے پکالیا گیا تو اسے کھانا جائز ہے۔ اس کے اندر موجود باقی رہ جانے والے خون کی وجہ سے ناجائز و حرام ہونے کا حکم نہیں ہو گا۔[2] کیونکہ ناجائز و مکروہ وہ خون ہوتا ہے جو ان سے جدا ہو کر باہر نکلا ہے۔[3]

(4) بکری یا مُرغی کا دل بھی ثابت نہیں پکانا چاہیے۔ بلکہ لمبائی میں چار چیرے کر کے

1... امام ابو بکر جصاص رضی اللہُ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''ولا خلاف بين الفقهاء في جواز أكل اللحم مع بقاء أجزاء الدم في العروق لأنه غير مسفوح''(احکام القرآن للجصاص، 3/ 33) مزید ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''والدليل على ذلك اتفاق المسلمين على جواز أكل اللحم بما فيه من العروق مع مجاورة الدم لها ومداخلها من غير تطهير ولا غسل لذلك'' (احکام القرآن للجصاص، 1/ 146) محیط رضوی میں ہے: '' وذكر الكرخي في مختصره وما بقي في العروق واللحم من الدم طاهر لانه ليس بمسفوح ولهذا حل تناوله ''(محیط رضوی، 1/ 138) فتاویٰ غیاثیہ میں ہے: ''ما بقي من الدم في العروق و اللحم بعد الذبح طاهر و يؤكل مع اللحم وبه اخذوا ''(فتاویٰ غیاثیہ، 1/ 10)

2... طوالع الانوار میں ہے: ''(و) دم (كبد و طحال) وهو ما يكون متمكنا فيهما لا من غيرهما فان الذى فيهما ليس بمسفوح و لا نجس بل احل لنا بدليل'' واحل لنا دمان الكبد والطحال''(طوالع الانوار، کتاب الطهارة، مخطوط) اسی میں ہے: ''ودم الكبد والطحال واللحم لا يكره''(طوالع الانور، کتاب الکراہیۃ) قاضی ابو بکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: ''قال الإمام الحافظ: الصحيح أن الدم إذا كان مفردا حرم منه كل شيء، وإن خالط اللحم جاز''(احکام القرآن لابن عربی، 2/ 291)

3... علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ مکروہ اجزاء شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''و خوني كه از جگر يا گوشت يا سپرز بيرون آيد''(فاکہۃ البستان، ص170) جامع الرموز میں ہے: ''وكذا الدم الذى يخرج من اللحم والكبد والطحال''(جامع الرموز، 2/ 350)

اِس کا خون پہلے اچھّی طرح صاف کر لینا چاہیے۔ لیکن اگر بالفرض کسی نے اسی طرح پکا لیا تو ایسے پکے ہوئے دل کو کھانا بھی جائز ہی رہے گا۔ کیونکہ یہ اس نے حلال ذَبح شدہ گوشت کھایا ہے۔ مستقل وجُداگانہ طور پر خون استعمال نہیں کیا۔ نیز جب اسے چیر کر دیکھا نہیں گیا تو اس دل کے اندر خون کا موجود ہونا بھی یقینی نہیں اور غیر یقینی معلومات کی بنا پر کسی چیز کو ناپاک یا حرام قرار نہیں دیا جاتا۔

(16) مخاط / ناک کی رطوبت (Nasal Mucus / Snot)

جانور کے ناک سے نکلنے والی بلغم یا رطوبت، مخاط کہلاتی ہے۔ یہ اکثر بھیڑ میں دکھائی دیتی ہے۔ اگرچہ عموماً لوگ اسے کھاتے نہیں لیکن چونکہ یہ بھی ذَبح شدہ حلال جانور کا ایک جزو ہے۔ اس اعتبار سے اس کا حکم یہاں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

شرعی حکم

اس کا کھانا، مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے۔ کیونکہ یہ گندی اور گِھن والی چیزوں میں سے ہے اور ایسی چیزوں کو کھانے سے طبیعت سلیمہ نفرت کرتی ہے اور ایسی چیز بلاشبہ ناجائز و حرام ہوتی ہے۔ علماء کرام نے اس کے حرام ہونے کی وضاحت اپنی کتابوں میں فرمائی ہے۔[1]

1... بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: ”أسباب الحرمة أمور:۔۔۔۔ أو الاستقذار كالمنى والمخاطة،“ (بریقۃ محمودیۃ، 4/93)

اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: ”ضبط أهل الفقه حرمة التناول إما بالإسكار كالبنج وإما بالإضرار بالبدن كالتراب، والترياق أو بالاستقذار كالمخاط، والبزاق وهذا كله فيما كان طاهرا“ (العقود الدریۃ، 2/332)

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ حلال جانور کے مکروہ اجزاء شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”یونہی اخلاط (بدن کی رطوبتوں میں) سے بلغم ہے کہ جب براہ بینی مندفع ہو (یعنی جب ناک کے راستے نکلے)، جیسے بھیڑ وغیرہ میں مشاہد (دکھائی دیتی) ہے۔ اسے عربی میں مخاط اور فارسی میں آبِ بینی کہتے ہیں، اس کا کھانا بھی یقیناً ناجائز۔“[1]

(17) نطفہ / مادۂ منویہ (Semen)

حلال ذَبح شدہ جانور کا ایک جزو نطفہ (مادہ منویہ) بھی ہوتا ہے اور یہ نر جانور کے اس حصے میں پایا جاسکتا ہے جہاں یہ بنتا ہے اور نر جانور کا نطفہ مادہ جانور کے رحم میں بھی موجود ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس کا تعلق بھی ذَبح شدہ جانور سے ہوتا ہے اس اعتبار سے اس کا شرعی حکم درج ذیل ہے۔

شرعی حکم

نطفہ (منی) کھانا ناجائز و حرام ہے۔ چاہے نر جانور کا نطفہ مادہ کے رحم میں ہو یا خود اسی جانور کے اپنے جسم میں ہو اور اس کی وجہ بالکل واضح ہے کہ منی ناپاک ہوتی ہے اور ویسے بھی گندی اور گھن والی چیزوں میں سے ہے۔ سلیم طبیعت کبھی بھی ایسی چیز کو پسند نہیں کرتی اور ایسی چیز بلا شبہ ناجائز و حرام ہوتی ہے۔ علماء و فقہاءِ کرام نے اس کے حرام ہونے کی وضاحت اپنی کتابوں میں فرمائی ہے۔[2]

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 20/238

2 ... بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: ”أسباب الحرمة أمور: الإسكار كالخمر، أو النجاسة كالبول والدم، أو المضرة كالطين والحجر، أو الاستقذار كالمني والمخاطة، أو الخبث“ (بریقہ محمودیۃ، 4/93)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: "نطفہ بھی حرام ہے۔ خواہ نر کی منی مادہ کے رحم میں پائی جائے یا خود اسی جانور کی منی ہو۔"[1]

(18) عَلَقہ (Blood clot)

(19) مُضغہ (Lump of flesh)

علقہ یعنی جما ہوا خون۔ مادہ جانور کے رحم (بچہ دانی) میں نطفہ جب جمے ہوئے خون کی شکل اختیار کرلے تو عربی زبان میں اس کو "عَلَقَہ" کہتے ہیں۔

مُضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا۔ مادہ جانور کے رحم (بچہ دانی) میں نطفے سے بننے والا علقہ جب گوشت کے ٹکڑے کی شکل اختیار کرلے تو اسے "مُضغَة" کہتے ہیں۔[2]

شرعی حکم

ذَبح شدہ مادہ جانور کے پیٹ سے اگر علقہ یا مضغہ نکلے تو ان کا کھانا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے کیونکہ حرام ہے۔ کیونکہ نطفہ بھی ناپاک ہوتا ہے اور نطفہ جب خون بن جائے یا گوشت کا ٹکڑا بن جائے تو شرعی طور پر یہ اس حالت تک بھی ناپاک ہی شمار ہوتے ہیں اور کسی بھی ناپاک چیز کا کھانا جائز نہیں ہوتا۔[3] اور یہ واضح رہے کہ بچہ

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 240/20

2 ... علقہ اور مضغہ کی تفسیر کے متعلق تفسیر روح البیان میں: "علقة قطعة من الدم جامدة مكونة من المنی۔۔۔ مضغة ای قطعة من اللحم مكونة من العلق۔" (روح البیان، 6/6 ملتقطاً)

3 ... منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں ہے: "أن حكمها كالدم يعنى أنها لم تخرج عن حقيقة الدم كالنطفة والعلقة وهما نجستان فتكون المضغة نجسة۔" (البحر الرائق و منحۃ الخالق، 1/239) غمز عیون البصائر میں ہے: "المضغة والعلقة نجسان كالمنی" (غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، 2/10)

جب تک کاملُ الخلقت نہ ہو جائے یعنی جب تک اس کے تمام اعضا نہ بن جائیں اس وقت تک وہ شرعی اعتبار سے مُضغہ کے حکم میں ہی ہے اور اسے کھانا جائز نہیں۔[1]

جیسا کہ امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ''منجملہ دِماء (خون کی مختلف اقسام میں سے ایک) وہ خون بھی ہے جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے منجمد ہو کر علقہ نام رکھا جاتا ہے۔ وہ بھی قطعاً حرام۔''

اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں: ''وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے جسے مضغہ کہتے ہیں، یہ اجزائے حیوان ہے اور وہ بھی بلا شبہ حرام عام ازیں کہ مخلّقہ ہو یا غیر مخلّقہ۔ یعنی ہنوز اس میں اعضاء کی کلیاں پھوٹی ہوں یا صرف لو تھڑا ہو۔''[2]

(20) مردہ بچہ / جنین میت (Dead Fetus)

مادہ جانور کے پیٹ میں موجود بچے کو جنین کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مادہ جانور ذَبح کر کے اس کا پیٹ چاک کیا جائے تو اس کے پیٹ سے ایسا بچہ بر آمد ہوتا ہے جس کی خلقت مکمل ہو چکی ہوتی ہے اور یہ زندہ حالت میں بھی نکل سکتا ہے اور مردہ بھی ہو سکتا ہے۔ یا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ پیٹ سے نکلتے وقت تو زندہ تھا لیکن ذَبح کرنے سے پہلے ہی مر گیا۔ چونکہ یہ بچہ بھی ایک اعتبار سے ذَبح شدہ حلال

---

1 ... علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''وإن خرج ميتا فإن لم يكن كامل الخلق لا يؤكل أيضا في قولهم جميعا؛ لأنه بمعنى المضغة'' (بدائع الصنائع، 5/42) جوہرہ نیرہ میں ہے: ''لأنه إذا لم يكمل فهو كالمضغة، والدم فلا يحل أكله'' (الجوہرۃ النیرۃ، 2/184)

2 ... فتاویٰ رضویہ، 20/238، 239 ملتقطاً

جانور کا ہی جزو ہے[1] اس لئے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بچے کو کھانا حلال ہو گا یا حرام؟

شرعی حکم

امامِ اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ اگر حلال جانور کو ذَبح کیا گیا اور اس کے پیٹ سے ایسا بچہ نکلا جس کی خلقت مکمل ہو چکی تھی (یعنی اس کے تمام اعضا بن چکے تھے) تو اگر یہ مردہ حالت میں نکلا یا زندہ بچہ نکلا لیکن ذَبح سے پہلے مر گیا تو اس کو کھانا حرام ہے، خواہ اس کے بال آئے ہوں یا نہ آئے ہوں۔[2] یہی موقف راجح اور صحیح ہے۔[3] (ہاں اگر ذَبح شدہ جانور کے پیٹ سے بچہ زندہ حالت میں نکلا اور اسے بھی مرنے سے پہلے پہلے ذَبح کر لیا تو پھر وہ بھی حلال ہو گا۔)

---

1 ... وہ بچہ جس کی خلقت ماں کے پیٹ میں مکمل ہو چکی ہو اس کے متعلق ہدایہ میں ہے: ”جزء من الأم حقيقة لأنه متصل بها حتى يفصل بالمقراض ويتغذى بغذائها ويتنفس بتنفسها“ (الہدایہ، 4/ 351) فتاوی رضویہ میں ہے: ”بچہ تام الخلقۃ من وجہ جزو حیوان ہے۔“ (فتاوی رضویہ، 20/ 240 ملتقطا)

2 ... قدوری وغیرہ میں ہے، واللفظ للآخر: ”ومن نحر ناقة أو ذبح بقرة أو شاة فوجد في بطنها جنينا ميتا لم يؤكل أشعر أو لم يشعر.“ (مختصر القدوری، ص206) بدائع میں ہے: ”الجنين إذا خرج بعد ذبح أمه إن خرج حيا فذكي يحل وإن مات قبل الذبح لا يؤكل بلا خلاف وإن خرج ميتا۔۔۔۔إن كان كامل الخلق اختلف فيه قال أبو حنيفة ۔ رضي الله عنه ۔: لا يؤكل“ (بدائع الصنائع، 5/ 42) فتاوی ہندیہ میں ہے: ”الجنين إذا خرج حيا، ولم يكن من الوقت مقدار ما يقدر على ذبحه فمات يؤكل، وهذا التفريع على قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى ۔ لا على قول أبي حنيفة ۔ رحمه الله تعالى، كذا في النهاية.“ (الفتاوی الہندیۃ، 5/ 287)

3 ... فاکہۃ البستان میں اس مسئلے کے متعلق علماء کا اختلاف بیان کرنے کے بعد لکھا ہے: ”وذكر في الزاد: والصحيح قول أبي حنيفة. كذا في التاتارخانية.“ (فاکہۃ البستان، ص117)

اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ جب مردہ پیدا ہوا یا زندہ پیدا ہونے کے بعد ذَبح سے پہلے مر گیا تو وہ مردار ہو گیا اور مردار جانور کا کھانا حرام ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ [1] ترجمہ کنز العرفان: تم پر حرام کر دیا گیا ہے مردار۔

تفسیراتِ احمدیہ میں ہے: ”ان المیتۃ ھی التی ماتت بلا ذَبْح۔“ یعنی مردار وہ ہے جو بغیر ذَبح کے مر جائے۔ [2]

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک (ذَبح شدہ جانور کے پیٹ سے نکلنے والا) بچہ تام الخلقة (جس کی خلقت مکمل ہو چکی ہو) حرام ہے۔ خواہ اس کے پوست پر بال آئے ہوں یا نہیں، مگر جبکہ زندہ نکلے اور ذَبح کر لیں۔“ [3]

نوٹ: واضح رہے کہ مادہ جانور کے پیٹ سے نکلنے والا بچہ اگرچہ ایک اعتبار سے ماں کا جزو ہوتا ہے لیکن حقیقت میں اس بچے کی حیثیت مستقل ایک جانور کی ہوتی ہے۔ تو حقیقت کے اعتبار سے دو الگ الگ جانور ہیں۔ لہٰذا مادہ جانور (جس کے پیٹ میں بچہ ہے اس) کو ذَبح کر دینا، اس بچے کو ذَبح کرنے کے مترادف نہیں ہو گا بلکہ جب وہ بچہ ایک مستقل الگ جاندار ہے تو جب تک اس کو بھی شرعی طریقے سے ذَبح نہ کر لیا جائے اس وقت تک وہ حلال نہیں ہو سکتا۔

ماں کے ذَبح کو بچے کا ذَبح اس لئے بھی شمار نہیں کیا جا سکتا کہ ذَبح کا مقصد جانور

---

1 ... پ6، المائدۃ: 3
2 ... تفسیراتِ احمدیہ، ص229
3 ... فتاویٰ رضویہ، 20/240 ملتقطاً

کے جسم سے ناپاک خون نکالنا ہوتا ہے اور ماں کے پیٹ سے نکلنے والے اس بچے کے جسم میں چونکہ الگ خون رواں (جاری) ہوتا ہے۔ اور جب تک اسے ذَبح نہ کر لیا جائے وہ خون نکل نہیں سکتا۔ اس لئے ذَبح سے پہلے مرنے کی وجہ سے یہ مردار اور حرام ہی کہلائے گا اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ماں کو ذَبح کرنا اس جنین کو ذَبح کرنا ہے۔ [1]

(21) گردن کے دو پٹھے (Two Tendons of the neck)

جانور کی گردن کی مضبوطی کیلئے اِس کی دونوں طرف پیلے رنگ کے دو لمبے لمبے پٹّھے کندھوں تک کِھچے ہوئے ہوتے ہیں۔

گردن کے پٹھوں کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

ذَبح شدہ حلال جانور کی گردن میں موجود مذکورہ بالا دو پٹھوں کا کھانا مکروہ ہے۔ مختلف علماء کرام نے اپنی کتابوں میں اس کے مکروہ ہونے کو بیان کیا ہے۔ [2] اعلیٰ

---

1 ... جوہرہ نیرہ میں ہے: ''...... ولأبی حنیفة قوله تعالى: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (پ6، المائدۃ:3) وهی اسم لما مات حتف أنفه وهذا موجود فی الجنين لأنه لا يموت بموت أمه لأنها قد تموت ويبقى الجنين فی بطنها حيا ويموت وهی حية فحياته غير متعلقة بحياتها فلا تكون ذكاتها ذكاة له فصارا كالشاتين لا تكون ذكاة إحداهما ذكاة للأخرى. ولأنه أصل فی الحياة، والدم لأنه لا يتصور حياته بعد موتها وله دم على حدة غير دمها، والذبح شرع لتهيير الدم النجس من اللحم الطاهر وذبحها لا يكون سببا لخروج الدم منه'' (الجوہرۃ النیرۃ، 2/184 ملتقطاً)

2 ... طحطاوی علی الدر میں ہے: '' الذكر والاثنيان والمثانة والعصبان اللذان فی العنق والمرارة تحل مع الكراهة، ـــ، وهل الكراهة تحريمية او تنزيهية قولان'' (طحطاوی علی الدر، 4/157 ملتقطاً) فتاوی رضویہ میں

حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: ”حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یا ممنوع یا مکروہ ہیں۔۔۔(9) گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں۔۔۔ الخ“[1]

البتہ دار الافتاء اہلِ سنت سے جاری ہونے والے تفصیلی فتوے کے مطابق ان پٹھوں کو کھانا مکروہِ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ نہیں بلکہ مکروہِ تنزیہی ہے۔ دلائل دیکھنے کے لئے اس فتوے کا مطالعہ کریں۔

یہ فتویٰ دار الافتاء اہلِ سنت کی ویب سائٹ پر موجود ہے، اس کیو آر (QR) کوڈ کو اسکین کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص ان پٹھوں کو کھاتا ہے تو وہ گنہگار نہیں ہوگا۔ لیکن بہر حال جب ان کا کھانا، مکروہ و ناپسندیدہ ہے تو اس سے بچنا چاہیے۔ گائے اور بکری کے گردن کے پٹھے تو آسانی سے نظر آجاتے ہیں اور عموماً قصاب حضرات گوشت بناتے وقت اسے نکال دیتے ہیں۔ پھر بھی گوشت میں شامل ہوں تو گوشت پکاتے وقت ہی ان کو جدا کر دینا چاہیے اور اگر سالن میں پک گئے ہوں تو اس کی وجہ سے سالن میں کوئی کراہت نہیں آئے گی البتہ کھاتے وقت نظر آنے پر انہیں جدا کر دیں اور نہ کھائیں۔

مُرغی اور پرندوں کی گردن کے پٹّھے بآسانی نظر نہیں آتے۔ عموماً لوگ اسی

بحوالہ جامع الرموز و بحر المحیط ہے: ”الغدد والذکر والانثیان والمثانۃ و العصبان اللذان فی العنق والمرارۃ والقصید مکروہ۔۔۔اھ۔“ (فتاویٰ رضویہ، 20/236 ملخصاً)

1 ... فتاویٰ رضویہ، 20/240، 241 ملتقطاً

طرح مرغی کی گردن کا گوشت کھالیتے ہیں۔ مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اس طرح کرنا گناہ نہیں خصوصاً جبکہ ان پٹھوں کو ڈھونڈنا اور جدا کرنا بھی مشکل ہے۔ بہر حال کھاتے وقت اگر ممکن ہو تو ڈھونڈ کر یا کسی جاننے والے سے پوچھ کر انہیں نکال دیں یا نہ کھائیں تو زیادہ اچھا ہے۔

کیا پٹھوں کا نہ گلنا، مکروہ تحریمی ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے؟

یہ پٹھے ایسے سخت ہوتے ہیں کہ جب ان کو پکایا جائے تو عموماً یہ گلتے نہیں۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ یہ گلتے نہیں، انہیں مکروہ تحریمی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ اگر حلال جانور کا کوئی حصہ گلانے سے نہ گلے تو یہ کوئی ایسی علت نہیں جس کی وجہ سے اس پر ناجائز ہونے کا حکم لگادیا جائے۔ جیسا کہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے خُنثٰی جانور کے گوشت کے متعلق لکھا: "خنثٰی کہ نر و مادہ دونوں کی علامتیں رکھتا ہو، دونوں سے یکساں پیشاب آتا ہو، کوئی وجہ ترجیح نہ رکھتا ہو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں کہ اس کا گوشت کسی طرح پکائے نہیں پکتا، ویسے ذَبح سے حلال ہو جائے گا، اگر کوئی کچا گوشت کھائے، کھائے۔"[1]

اسی طرح گائے، بھینس، بکری کی کھال کھانے سے متعلق لکھتے ہیں: "مذبوح حلال جانور کی کھال بیشک حلال ہے۔ شرعاً اس کا کھانا ممنوع نہیں اگرچہ گائے، بھینس بکری کی کھال کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔"[2]

1... فتاویٰ رضویہ، 20/255

2... فتاویٰ رضویہ، 20/255

(22) نخاع الصُّلب / حَرام مَغز (Spinal Cord)

دماغ یعنی بھیجے کی مانند ایک نرم اور سفید گودا جو سفید ڈورے کی طرح بھیجے سے شروع ہوکر گردن کے اندر سے گزرتا ہوا پوری ریڑھ کی ہڈی میں آخر تک جاتا ہے۔ اسے اردو اور فارسی میں ”حرام مغز“ کہتے ہیں۔ اور عربی میں ”نُخاع الصُّلب“ یا ”قصید“ کہتے ہیں۔

حرام مغز کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

ذَبح شدہ حلال جانور کا نخاع الصُلب (یعنی حرام مغز) کھانا مکروہ ہے۔ مختلف علماءِ کرام نے اپنی کتابوں میں اس کے مکروہ ہونے کو بیان کیا ہے۔[1] اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنے دو فتاویٰ میں اس کے مکروہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں: ”حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یا ممنوع یا مکروہ ہیں۔۔۔ (8) حرام مغز۔۔۔ الخ“[2]

---

1 ...علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات: 1174ھ) لکھتے ہیں: ”وذکر فی بیان الأحکام: نشاید خوردن پشتِ مازہ کہ جائے گاہ مني است، كذا فی كنز العباد. وهو نخاع الصلب الذی يقال له بالفارسية ”حرام مغز“. وقد صرح بكراهة أكله فی معدن الكنز ونصاب الإحتساب وغيرهما“ (فاکہۃ البستان، ص172) فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ جامع الرموز وبحر المحیط ہے: ”الغدد والذکر والانثیان والمثانة و العصبان اللذان فی العنق والمرارة والقصید مکروه اه ملخصا۔“ (فتاویٰ رضویہ، 20/236)

2 ...فتاویٰ رضویہ، 20/240، 241 ملتقطاً

اور بعض فقہاء کرام نے یہ بھی واضح فرمایا کہ یہ یہاں مکروہ سے مراد "مکروہ تنزیہی" ہے۔[1] اور دار الافتاء اہلِ سنّت سے جاری ہونے والے تفصیلی فتوے میں بھی اس کے مکروہ تنزیہی ہونے کا حکم جاری ہوا ہے۔ دلائل دیکھنے کے لئے اس فتوے کا مطالعہ کریں۔

یہ فتویٰ دار الافتاء اہلِ سنّت کی ویب سائٹ پر موجود ہے، اس کیو آر (QR) کوڈ کو اسکین کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا اگر کسی شخص نے ریڑھ کی ہڈی میں موجود یہ گودا (یعنی حرام مغز) کھایا تو وہ گنہگار نہیں ہوگا۔ لیکن بہر حال جب اس کا کھانا، مکروہ وناپسندیدہ ہے تو اس سے بچنا چاہیے۔

عموماً گائے اور بکری کی کمر اور گردن کا گوشت بناتے وقت ماہر قصّاب حضرات ریڑھ کی ہڈی کو لمبائی میں دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ جس سے یہ حرام مغز سفید ڈورے کی شکل میں دکھائی دیتا ہے اور اسے بآسانی جدا کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال گردن، چانپ اور کمر کا گوشت دھوتے وَقت غور سے دیکھ لینا چاہیے اور ممکنہ صورت میں حرام مَغْز اسی وقت نکال دینا چاہیے اور بالفرض اگر سالن میں اسی طرح گوشت کے ساتھ حرام مغز بھی پک گیا ہو تو کھاتے وقت احتیاط کریں اور نظر آنے پر اسے نہ کھائیں بلکہ

1... علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: "قال فی جامع الرموز: إن النخاع الذی یقال له بالفارسیة "حرام مغز" یکرہ اکله کراهة تنزیه. انتهی ودر "صیدیة" شیخ الإسلام می آرد که در بعض روایات خوردن پشتِ مازه یعنی حرام مغز مکروه گفته، أما فتوی بر آنست که مکروه نیست، انتهی." (فاکہۃ البستان، ص172)

نکال کر پھینک دیں۔ یہ واضح رہے کہ سالن میں حرام مغز پک جانے کی وجہ سے سالن میں کوئی کراہت نہیں آئے گی۔

یہ ”نخاع الصُّلب (حرام مغز)“ مُرغی اور دیگر پرندوں کی گردن اور ریڑھ کی ہڈی میں بھی ہوتا ہے۔ پکانے سے قبل اس کو نکالنا بہُت مشکِل ہے۔ لہٰذا کھاتے وَقت احتیاط کرتے ہوئے اس کو کھانے سے بچنا چاہیے۔ اگر پکی ہوئی مرغی کی گردن دیکھیں تو عین درمیان میں سفید رنگ کا ڈوراسا نظر آتا ہے، یہ بھی حرام مغز کا حصہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے نہیں کھانا چاہیے۔

نوٹ: واضح رہے کہ نخاع الصُّلب کا اردو یا فارسی میں نام ”حرام مغز“ ہے لیکن محض نام کی وجہ سے اسے مکروہ تحریمی یا حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کا عربی نام ”نخاع الصُّلب“ یا ”قصید“ ہے اور اسی نام سے فقہاء نے اس کی کراہت بیان کی ہے اور اس نام میں حرمت یا کراہتِ تحریمی کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے۔ بعض علماء نے اس کا نام ”حرام مغز“ ہونے پر بھی کلام کیا ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ لفظ اصل میں یوں نہیں تھا۔ بلکہ اصل لفظ ”حرام المقرّ“ تھا پھر تبدیل ہو کر ”حرام مغز“ مشہور ہو گیا۔[1] اس پر اگرچہ مزید قیل و قال کی جاسکتی ہے لیکن اس سے قطع نظر کسی چیز کی حرمت کا فیصلہ فقط کسی زبان میں رکھے گئے اس کے نام سے نہیں کیا جاتا (خصوصاً جبکہ اس نام کا واضع معلوم نہ ہو) بلکہ یہ فیصلہ شرعی دلائل کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

---

1 ... جامع الرموز میں علامہ قہستانی لکھتے ہیں: ”قيل انه مصحّف فان اصله حرام المَقَرّ من العظم“ (جامع الرموز، 2/344)

Go To Index

جانور کے گردے (Kidneys) کھانے کا حکم

گردے (Kidneys) جسم میں موجود غدود نُما عضو جو پیٹ کے پچھلے حصے کے جوف (اندرونی حصے) میں واقع ہوتے ہیں۔ جن کا بنیادی کام خون سے اضافی پانی اور فاضل مادے جدا کر کے خون صاف کرنا ہوتا ہے اور یہ اضافی پانی اور فاضل و غیر ضروری مادے خون سے جدا ہو کر گردوں سے متصل ایک نالی کے ذریعے مثانے میں پہنچتے ہیں۔ مثانے میں موجود یہی مواد پیشاب کہلاتا ہے۔

جانور کے گردوں کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

حلال جانور جیسے بکری اور گائے وغیرہ کو جب شرعی طریقے سے ذبح کر لیا جائے تو اس کے بعد اس کے گردے کھانا جائز ہے لیکن ناپسندیدہ ہے، کیونکہ گردوں کا پیشاب سے قریبی تعلق ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی اعلی، کامل و نفیس طبیعت کی وجہ سے اسے پسند نہیں فرماتے تھے۔ لٰہذا گردے کھانا گناہ تو نہیں لیکن بچنا بہتر ہے اور اگر گردے پکانے ہوں تو سالم گُردے سالن میں نہیں ڈالنے چاہییں بلکہ ان کو چیر کر اچھّی طرح دھو کر پھر پکانا چاہیے۔

کنز العمال میں ہے: ''کان یکرہ الکلیتین لمکانھما من البول'' ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم گردے کھانے کو ناپسند فرماتے تھے، کیونکہ وہ پیشاب کے قریب ہوتے ہیں۔ [1]

---

1 ... کنز العمال، کتاب الشمائل، 7/41

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: ”(لمكانهما من البول) أي لقربهما منه فتعافهما النفس ومع ذلك يحل أكلهما “یعنی ان کے پیشاب کے قریب ہونے کی وجہ سے طبیعت انہیں ناپسند کرتی ہے۔ بہر حال اس کے باوجود ان کا کھانا حلال ہے۔[1]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”گردے حضور کو ناپسند تھے، کیونکہ ان کا تعلق پیشاب سے ہے۔“[2]

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے: سوال: ”گردے کھانے کا کیا حکم ہے؟“ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”جائز ہے، مگر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔“[3]

نوٹ: گردوں کے متعلق مذکورہ بالا حکم کے دلائل وغیرہ دار الافتاء اہلِ سنّت سے جاری ہونے والے ایک تفصیلی فتوے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

یہ فتویٰ دار الافتاء اہلِ سنّت کی ویب سائٹ پر موجود ہے، اس کیو آر (QR) کوڈ کو اسکین کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

طحال / تِلّی (Spleen) کھانے کا حکم

یہ ایک سیاہی مائل نرم گدگدا عضو جو جوفِ شکم (پیٹ کے اندرونی حصے) میں بائیں جانب پسلیوں اور معدے کے درمیان ہوتا ہے۔

---

1 ...فیض القدیر، 5 / 245

2 ...مرآۃ المناجیح، 1 / 254

3 ...ملفوظات اعلیٰ حضرت، 4 / 460،461

تلی کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

تِلّی گوشت نہیں ہوتا بلکہ یہ جما ہوا خون ہے لیکن اس کا کھانا جائز ہے اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود واضح طور پر اس کے حلال ہونے کا حکم بیان فرمایا ہے۔ البتہ اس کے حلال ہونے کے ساتھ ساتھ روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنی اعلیٰ، کامل اور نفیس طبیعت کی وجہ سے تِلّی کھانا پسند نہیں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں۔ دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تِلّی ہیں۔"[1]

ایک شخص حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور پوچھا: کیا میں تِلّی کھا سکتا ہوں؟ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔ اس شخص نے کہا: حالانکہ اس کا اکثر حصہ تو خون ہے؟ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صرف بہتا ہوا خون (الدم المسفوح) حرام قرار دیا ہے۔[2]

مصنَف عبد الرزاق میں ہے: "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعاف الطحال" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تِلّی کو ناپسند فرماتے تھے اور اسے چھوڑ دیتے تھے۔[3]

---

1 ... ابن ماجہ، 2/1102، حدیث: 3314

2 ... تفسیر ابن ابی حاتم، 5/1406

3 ... مصنف عبد الرزاق، 4/536

جانور کے پھیپھڑے (Lungs) کھانے کا حکم

حلال ذبح شدہ جانور کے پھیپھڑے کھانا حلال ہے، اس کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور یہ ممنوعہ اجزاء میں شامل نہیں ہے۔ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''تِلّی اور پھیپھڑا حلال ہیں۔''[1]

جانور کا مغز (Brain) کھانے کا حکم

حلال ذبح شدہ جانور جیسے بکری یا گائے وغیرہ کا مغز کھانا شرعی طور پر جائز ہے۔ یہ بھی ممنوعہ اجزاء میں سے نہیں ہے۔ مغز کے اوپر باریک سی خون کی رگیں نظر آ رہی ہوتی ہیں، صفائی کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو انہیں جدا کر دینا چاہیے۔ اگر پھر بھی کوئی رگ وغیرہ اسی طرح رہ گئی تو کوئی حرج نہیں۔ پھر بھی یہ مغز کھانا جائز ہو گا۔ جیسا کہ گوشت کے خون سے متعلق تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

مادہ جانور کا رحم (بچہ دانی) کھانے کا حکم

حلال ذبح شدہ مادہ جانور کا رحم (بچہ دانی) کھانا جائز ہے۔ یہ بھی ممنوعہ اجزاء میں سے نہیں ہے۔ فقہی کتاب قنیہ میں ہے: ''رحم ما یؤکل لحمہ حلال ان کان متصلا بہ حین ذبح'' یعنی جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے، اس کا رحم (بچہ دانی) اگر ذبح کے وقت اس سے متصل ہو، تو وہ حلال ہے۔[2]

---

1 ... فتاویٰ امجدیہ، 3/299-298

2 ... قنیۃ، کتاب الکراہیۃ فی الاکل والشرب، ص 157

مرغی کی دُمچی کا حکم (Chicken Tail)

ہمارے ہاں بازاروں میں سیخ پر بھنی ہوئی "مرغی کی دُمچی" عام طور پر بکتی ہے۔ بعض لوگ اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں اور بعض لوگ اس کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق بھی سوال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تو دُمچی کے حلال یا حرام ہونے کا حکم دراصل اس بات پر منحصر ہے کہ یہ دُمچی "مرغی" کا کونسا مقام ہے؟ اگر تو یہ ثابت ہو جائے کہ یہ مرغی کی دُبُر یعنی بیٹ نکلنے کی جگہ ہے تو پھر اس کا ناجائز ہونا بالکل واضح ہے، کیونکہ دُبُر خبیث و مکروہ اشیاء میں سے ہے جن کا کھانا جائز نہیں۔ لیکن مرغی فروش حضرات اور دیگر ذرائع سے ملنے والی معلومات کے بعد جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ دُمچی، مرغی کی دُبُر (بیٹ کا مقام) نہیں بلکہ اس سے اوپر مرغی کی دم کی چربی اور ہڈی پر مشتمل حصہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے "دُمچی" کہا جاتا ہے۔ لفظ "دُم" کے ساتھ "چی" لاحقۂ تصغیر ہے اور اس کا مطلب بنتا ہے "چھوٹی دم"۔ انگلش میں دُمچی کو "Chicken Tail" کہا جاتا ہے۔ اور مرغی کی دُبُر یعنی بیٹ نکلنے کی جگہ کو "cloaca" کہا جاتا ہے۔ تو یہ دو مختلف اعضاء ہیں۔ عموماً مرغی فروش حضرات مرغی بناتے وقت، دُمچی کاٹ کر دیگر الائشوں کی جگہ پھینک دیتے ہیں، کیونکہ اسے صاف کرنا مشکل ہوتا ہے۔

مرغی کی دمچی کی تصویر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرعی حکم

جب اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہیں تو اس کا حکم بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جس

طرح حلال جانوروں کی دُم کھانا جائز ہے اسی طرح مرغی کی اس چھوٹی دُم یعنی ''دُمچی'' کو کھانا بھی جائز ہے اور یہ جانور کے ممنوع اجزاء میں سے نہیں ہے۔ ہاں بعض لوگ طبعی طور پر اسے پسند نہیں کرتے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جو چیز شریعت کی طرف سے حرام نہیں ہے اسے خود سے حرام کہنے یا سمجھنے کی اجازت نہیں۔

مرغی کا گوشت کھال سمیت کھانا

بعض اوقات مارکیٹ میں ایسی مرغی بھی ملتی ہے جس کے گوشت کے اوپر مرغی کی باریک کھال کی تہہ بھی لگی ہوتی ہے۔ ایسا گوشت کھانے کے حوالے سے شرعی حکم یہ ہے کہ مرغی کو جب شرعی طریقے سے ذبح کر لیا جائے تو اس کا گوشت کھال سمیت کھانا بھی جائز ہے۔

فتاوی فیض الرسول میں ہے: ''مرغ کے گوشت کو کھال اتار کر اور کھال سمیت دونوں طرح کھانا جائز ہے۔''[1]

گائے بھینس، بکری وغیرہ کی کھال کھانے کا حکم

گائے، بھینس، بکری کی کھال اگرچہ کھانے کے قابل نہیں ہوتی، لیکن جب جانور شرعی طریقے سے ذبح کر لیا ہو تو یہ کھال بھی حلال ہو جاتی ہے۔ کسی طریقے سے اگر کوئی اسے کھاتا ہے تو یہ ممنوع نہیں ہے۔

اس حوالے سے امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے

---

1 ... فتاویٰ فیض الرسول، 2/434

جواب میں لکھتے ہیں: "مذبوح حلال جانور کی کھال بیشک حلال ہے۔ شرعاً اس کا کھانا ممنوع نہیں اگرچہ گائے، بھینس، بکری کی کھال کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔"[1]

گائے بھینس، بکری وغیرہ کے پائے کھانے کا حکم

گائے، بھینس، بکری کے پائے کھانا بھی جائز ہے، کیونکہ جب جانور شرعی طریقے سے ذبح کر لیا جائے تو اس جانور کے پائے بھی حلال ہو جاتے ہیں اور جانور کے پائے ممنوعہ اجزاء میں سے بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ان کا کھانا جائز ہے۔

مرغی کے پنجے کھانے کا حکم

یونہی مرغی کے پنجے کھانا بھی جائز ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں کو طبعی طور پر یہ پسند نہیں ہوتے لیکن شرعی حکم کے اعتبار سے دیکھا جائے تو جب مرغی کو شرعی طریقے سے ذبح کر لیا گیا تو اب اس کے پنجے بھی حلال ہو گئے۔ اچھی طرح دھو کر پاک وصاف کر کے کھانا، جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

جانور کی ہڈّی کھانے کا حکم

جانور کی بعض نرم ہڈّیاں تو کھانے کے قابل ہوتی ہیں اور سخت ہڈّیاں کھانے کے قابل نہیں ہوتیں اور نہ ہی انہیں عموماً کوئی کھاتا ہے۔ لیکن جہاں تک اِن کے حلال یا حرام ہونے کے حوالے سے شرعی حکم کا تعلق ہے تو حلال ذبح شدہ جانور کی ہڈّی بھی حلال ہوتی ہے اور اسے کھانا بھی جائز ہے جب تک کہ حدِ ضرر (نقصان) تک نہ پہنچے۔

1... فتاویٰ رضویہ، 233/20

یعنی اگر کوئی اس طرح کھاتا ہے کہ جسم کو نقصان پہنچے گا تو یہ جائز نہیں لیکن یہ ناجائز ہونا نقصان وضرر کی وجہ سے ہے۔ اپنی ذات کے اعتبار سے ہڈّی میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اس حوالے سے امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "جانور حلال مذبوح کی ہڈّی کسی قسم کی منع نہیں جب تک اس کے کھانے میں مضرت نہ ہو، اگر ہو تو ضرر کی وجہ سے ممانعت ہو گی، نہ اس لئے کہ ہڈّی خود ممنوع ہے۔"[1]

شیخِ طریقت، سیدی امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دام ظلہ العالی لکھتے ہیں: "بالخصوص سفید ہڈّی جو کہ پلاسٹک کی طرح لچکدار ہوتی ہے وہ اکثر نرم ولذیذ ہوتی ہے۔ چوپایوں کے پیٹ کے پردے کے قریب کی نرم ہڈّی کی پسلیاں، ہاتھ کی چپٹی ہڈّی سے مُتَّصِل سفید چوڑی ہڈّی بھی نرم ہوتی ہے، سانس کی نَلی جسے عربی میں "حُلقُوم" اور اُردو میں "نَرخَرا" کہتے ہیں اور یہ پھیپھڑے کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے اس کو لمبائی میں چیر کر صاف کر لینا چاہئے۔ سینے کا گوشت پکنے کے بعد اس میں جو سفید ہڈّی ہوتی ہے وہ بھی کھائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی کالی ہڈّی ہوتی ہے جو کُرکُری، لذیذ اور غذائیت سے بھرپور ہوتی ہے۔ تقریباً تمام جو ان جانوروں کی کالی ہڈّی کُرکُری ہوتی ہے، اُس کو خوب اچھّی طرح چبایئے۔ آخِر میں منہ کے اندر جو خشک چُورارہ جائے وہ پھینک دیں۔ جو ہڈّیاں کھائی یا چبائی نہیں جاتیں اُن کے ٹوٹے ہوئے حصّے کو چوسنے سے لذّت بھی ملتی ہے اور غِذائیت بھی۔ لہٰذا جب تک لذّت آتی رہے اللہ پاک کی نعمت

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 340/20

سے تَمَتُّع (تَ۔مَت۔تُع) کریں یعنی نَفع اٹھائیں اس کے بعد دستر خوان پر ڈال دیں۔“ ہڈّیوں کے کچھ فوائد بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں: ”ہڈّیاں بھی اللہ پاک کی نعمت ہیں اور ان میں بھی غذائیت رکھی گئی ہے جو لوگ گھر میں پکانے کیلئے بِغیر ہڈّی کا گوشت خریدتے ہیں وہ اپنے ساتھ ساتھ اہلِ خانہ کو بھی اللہ پاک کی ایک نعمت سے محروم کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ پاک نے کوئی چیز بیکار نہیں بنائی۔ ہڈّیاں غذا کے ساتھ ساتھ دواء کا کام بھی دیتی ہیں۔ اَطِبّاء بعض مریضوں کو ہڈّیوں کی یخنی پینے کا مشورہ دیتے ہیں، بلکہ آپ میں سے شاید اکثریت نے پیا بھی ہو گا۔ البتّہ خالِص بوٹی کا سوپ کسی نے بھی نہیں پیا ہو گا۔ ہڈّیاں بَہُت اَہَم ہیں، طِبّی طریقے پر ہڈّیوں سے حاصِل شدہ عَرَق کے انجکشن بھی مریضوں کو لگائے جاتے ہیں۔ گائے کے سینگ پیس کر کھانے میں ملا کر چَوتھیا والے (یعنی جس کو ہر چوتھے دِن بخار آتا ہو) کو کِھلانے سے بِاِذنِ اللہ شِفاء حاصِل ہو جاتی ہے۔ گائے کے بال جلا کر پانی میں گھول کر پی لینے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔[1] کبوتر جو کہ حلال پرندہ ہے اُس کی ہڈّی جلا کر زخم پر لگانے سے اللہ پاک کے فضل سے زَخم ٹھیک ہو جاتا ہے۔[2]

---

1 ... حیات حیوان الکبریٰ، 1/219

2 ... عجائب الحیوانات، ص 147 از آدابِ طعام، صفحہ 603 تا 605

مصادر و مراجع

قرآن مجید	کلام الٰہی	****
کتاب کا نام	**مصنف / مؤلف / متوفیٰ**	**مطبوعات**
تفسیر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی 310ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی، متوفی 606ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
تفسیر خازن	امام علاء الدین علی بن محمد خازن، متوفی 741ھ	دار الفکر، 1992
تفسیر جلالین	امام جلال الدین محلی، متوفی 863ھ۔ امام جلال الدین سیوطی، متوفی 911ھ	دار الحدیث القاہرہ
تفسیر روح البیان	امام اسماعیل حقی بروسوی، متوفی 1127ھ	دار الفکر بیروت
تفسیر ابن ابی حاتم	حافظ عبد الرحمن المعروف بابن ابی حاتم رازی، متوفی 327ھ	مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض
تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد بن ابو سعید ملا جیون جونپوری، متوفی 1130ھ	مکتبۃ الشرکۃ
احکام القرآن للجصاص	امام ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص، متوفی 370ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
احکام القرآن لابن العربی	امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی، متوفی 543ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی 1391ھ	نعیمی کتب خانہ گجرات
تفسیر صراط الجنان	ابو صالح مفتی محمد قاسم قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی پاکستان
مسلم	امام ابو حسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، متوفی 261ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی 279ھ	مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی مصر
ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی، متوفی 273ھ	دار احیاء الکتب العربیہ
مصنف عبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی 211ھ	المجلس العلمی الہند
معجم اوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی 360ھ	دار الحرمین، القاہرۃ، 1994
السنن الکبری للبیہقی	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی 458ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
غریب الحدیث	علامہ ابن قتیبہ عبد اللہ بن مسلم دینوری، متوفی 276ھ	مطبعۃ العانی بغداد
المنہاج فی شعب الایمان	امام ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی، متوفی 403ھ	دار الفکر
اتحاف السادۃ المتقین	ابو الفیض سید محمد مرتضی زبیدی، متوفی 1205ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین، متوفی 975ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرءوف مناوی، متوفی 1031ھ	المکتبۃ التجاریۃ الکبری مصر

مرأۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی 1391ھ	نعیمی کتب خانہ، گجرات
معجم لغۃ الفقہاء	محمد رواس قلعہ جی، حامد صادق قنیبی، قطب مصطفیٰ سانو	دار النفائس، بیروت
اردو لغت	ادارہ ترقیِ اردو بورڈ	ترقی اردو بورڈ کراچی، 2006
فرہنگ آصفیہ	مولوی سید احمد دہلوی	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، 2002
کتاب العین	امام خلیل بن احمد فراہیدی، متوفی 170ھ	دار و مکتبۃ الہلال
شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم	علامہ نشوان بن سعید حمیری، متوفی 573ھ	دار الفکر، بیروت
مختصر القدوری	امام ابو حسین احمد بن محمد بغدادی المعروف بالقدوری، متوفی 428ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
الدر المختار	علامہ محمد بن علی المعروف علاء الدین حصکفی، متوفی 1088ھ	دار الفکر، 1992
جد الممتار	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری، متوفی 1340ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
البحر الرائق ومنحۃ الخالق	امام زین الدین بن نجیم، متوفی 970ھ	دار الکتاب الاسلامی
ہدایہ فی شرح البدایۃ	علامہ ابو الحسن علی بن ابو بکر مَرغینانی، متوفی 593ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
التجرید للقدروی	امام ابو حسین احمد بن محمد بغدادی المعروف بالقدوری، متوفی 428ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
الجوہرۃ النیرۃ	امام ابو بکر بن علی حدادی، متوفی 800ھ	المطبعۃ الخیریۃ
قنیۃ	مختار بن محمود زاھدی، متوفی 658ھ	مخطوط (غیر مطبوع)
بدائع الصنائع	ملک العلماء امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، متوفی 587ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
طحطاوی علی الدر	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی، متوفی 1231ھ	مطبوعہ کوئٹہ
طوالع الانوار	محمد عابد سندھی، متوفی 1257ھ	مخطوط (غیر مطبوع)
فتاوی تاتار خانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی، متوفی 786ھ	مطبوعہ کراچی
الفتاوی الہندیہ	شیخ نظام الدین برہان پوری، متوفی 1092ھ	دار الفکر، بیروت
النتف فی الفتاوی	ابو حسن علی بن حسین بن محمد سغدی، متوفی 461ھ وغیرہ	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
المغنی لابن قدامۃ	ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ، متوفی 620ھ	مکتبۃ القاھرۃ
جامع الرموز	امام شمس الدین محمد خراسانی قہستانی، متوفی 962ھ	مطبوعہ کراچی
فاکہۃ البستان	علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، متوفی 1174ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
الفتاوی الولوالجیۃ	امام ابو فتح عبد الرشید بن ابو حنیفہ ولوالجی، متوفی 540ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
حلبی صغیر	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی قسطنطینی، متوفی 956ھ	مطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ عثمانیہ

المبسوط للسرخسی	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی، متوفی 483ھ	دار المعرفہ، بیروت
غمز عیون البصائر	ابو العباس احمد بن محمد مکی حموی، متوفی 1098ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
حلبہ	علامہ محمد بن محمد المعروف باابن امیر حاج، متوفی 879ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
العقود الدریۃ	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی 1252ھ	دار المعرفہ، بیروت
محیط رضوی	امام رضی الدین محمد بن محمد سرخسی، متوفی 571ھ	دار الکتب، پشاور
المجموع شرح المہذب	ابو زکریا محی الدین یحیٰی بن شرف نووی، متوفی 676ھ	دار الفکر بیروت
الاشباہ والنظائر	امام زین الدین بن نجیم، متوفی 970ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
فتاوی غیاثیہ	شیخ داود بن یوسف حنفی	مخطوط (غیر مطبوع)
الفتاوی الفقہیۃ الکبری	امام احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی شافعی، متوفی 974ھ	المکتبۃ الاسلامیہ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری، متوفی 1340ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور، 1991
فتاوی فیض الرسول	مفتی جلال الدین احمد امجدی، متوفی 1422ھ	شبیر برادرز لاہور
بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی 1367ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی 2004
فتاوی افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری، متوفی 1340ھ	مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد
فتاوی امجدیہ	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی 1367ھ	مکتبہ رضویہ کراچی
وقار الفتاوی	مفتی محمد وقار الدین، متوفی 1413ھ	بزم وقار الدین کراچی
مصدقاتِ تاج الشریعہ	مفتی محمد اختر رضا خان قادری، متوفی 1439ھ	بریلی شریف
رسالہ "اوجھڑی کا مسئلہ"	مولانا اعجاز احمد نوری	تنظیم الہجویر، لاہور، پاکستان
بریقہ محمودیہ	ابو سعید محمد بن محمد نقشبندی حنفی، متوفی 1176ھ	مطبعۃ الحلبی
قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفی 386ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی 505ھ	مکتبۃ المدینہ
ملفوظات اعلیٰ حضرت	مفتی اعظم ہند محمد مصطفی رضا خان قادری، متوفی 1402ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
آداب طعام	امیر اہل سنّت، علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ، کراچی

پِتّا
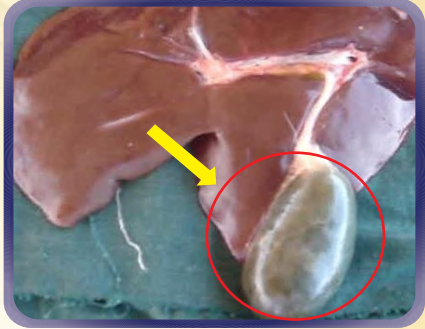
دمِ مسفوح (بہتے خون) کی تصویر

بڑے جانور کا پتا

بکرے کا پُھکنا/مثانہ (Bladder) کی تصاویر

جانور سے جدا کرنے سے پہلے

جانور سے جدا کرنے کے بعد

کپورے (Testicles)

ساسیج (sausage)

بڑے جانور گائے کی بَٹ اور اوجھڑی

گائے کا جگر (کلیجی)
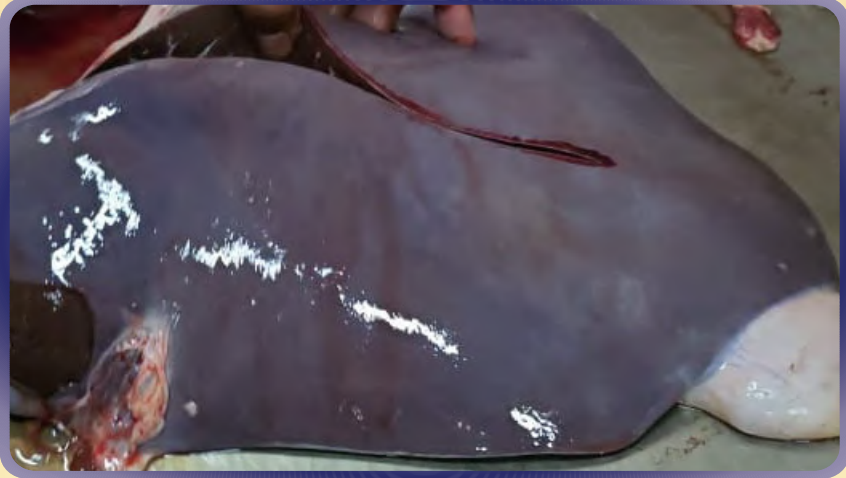
گائے کا دل اور اس سے نکلنے والا خون
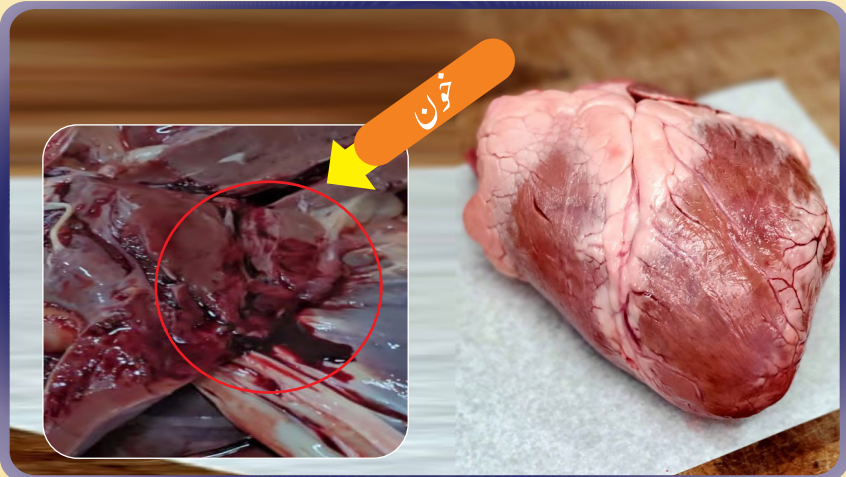
دل کو کاٹنے پر نکلنے والا خون
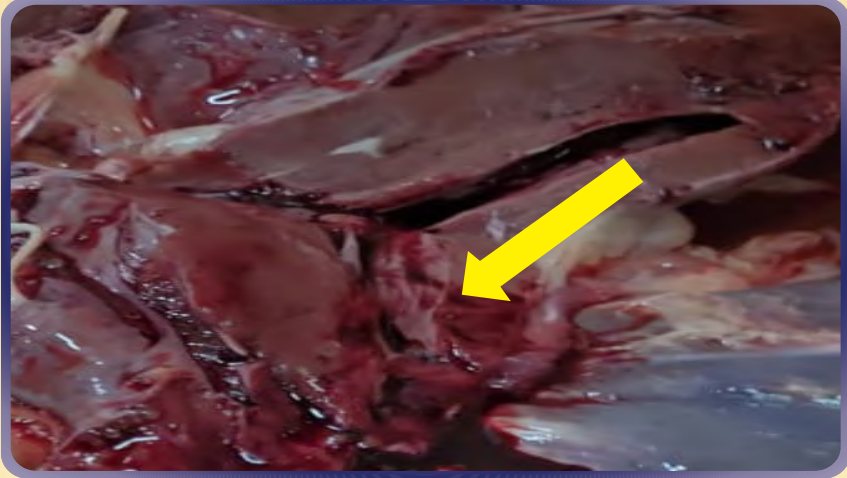
پکی ہوئی مرغی میں گردن کا پٹھا

بکرے کے دل کو کاٹنے کے بعد نکلنے والا خون
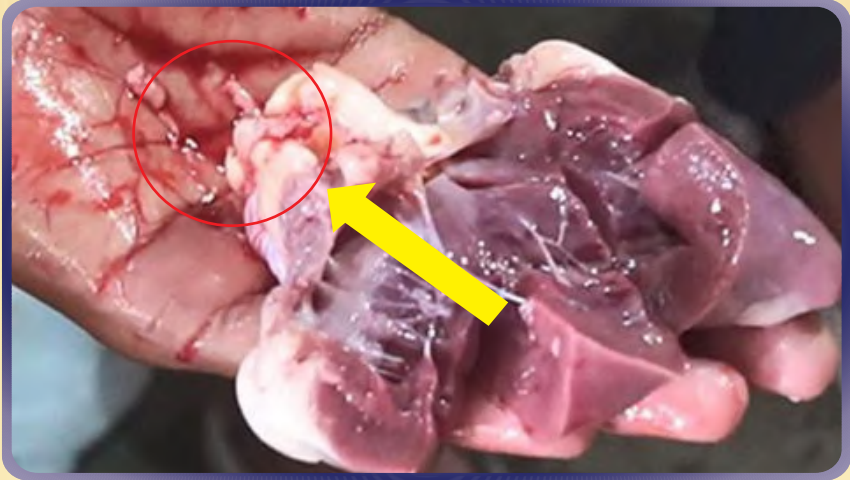
مخاط / ناک کی رطوبت (Nasal Mucus / Snot)

گردن کے دو پٹھے (Two Tendons of the neck)

گائے کی گردن کا ایک جانب کا پٹھا
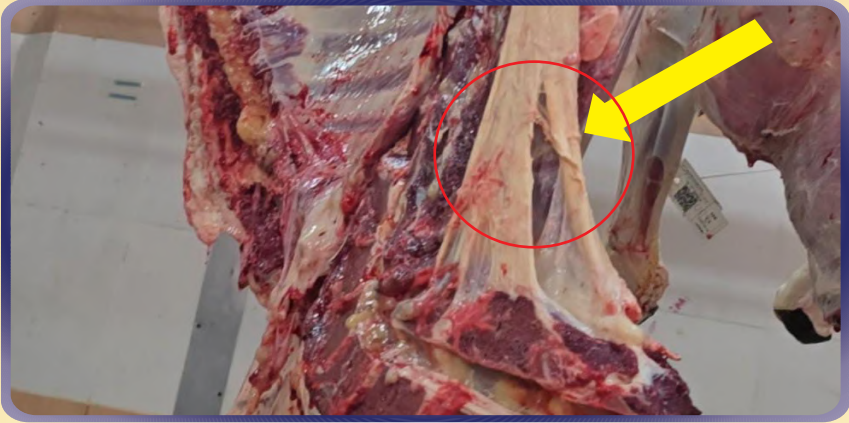
اس تصویر میں بھی گردن کا پٹھا اور حرام مغز دکھائی دے رہا ہے
سیدھی طرف کی تصویر میں حرام مغز ہے اور اُلٹی طرف کی تصویر میں پٹھا ہے۔
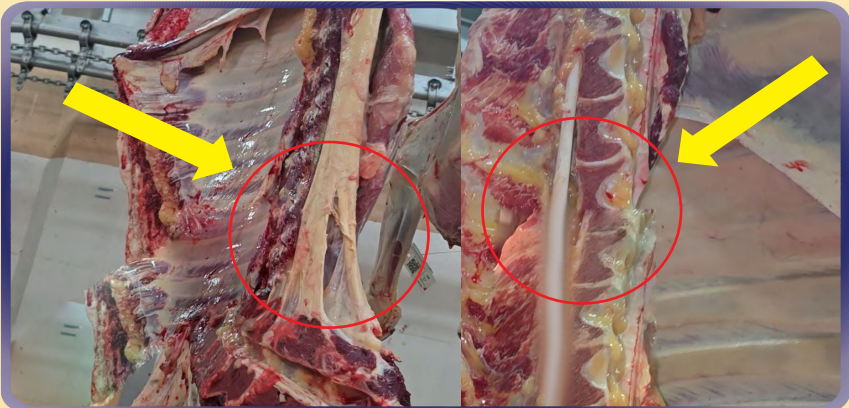
بکرے کی گردن کا پٹھا نکلا ہوا

مرغی کا حرام مغز
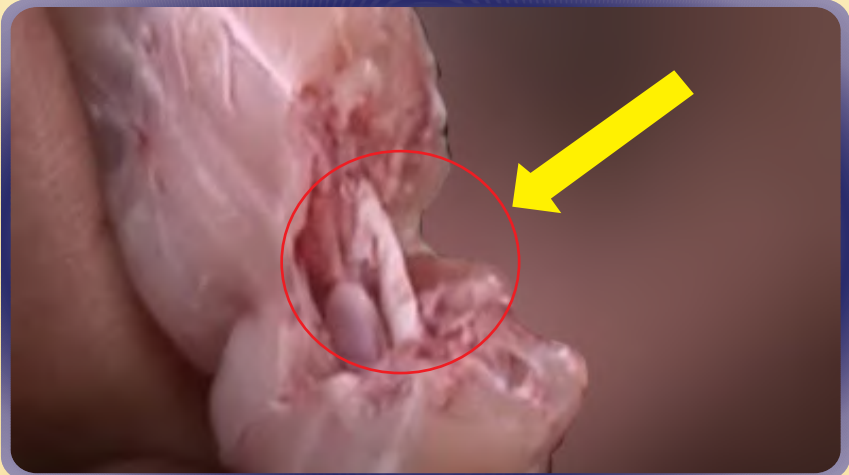
پکے ہوئے گوشت میں موجود حرام مغز کے حصے

گائے اور بکرے میں موجود حرام مغز کی تصاویر
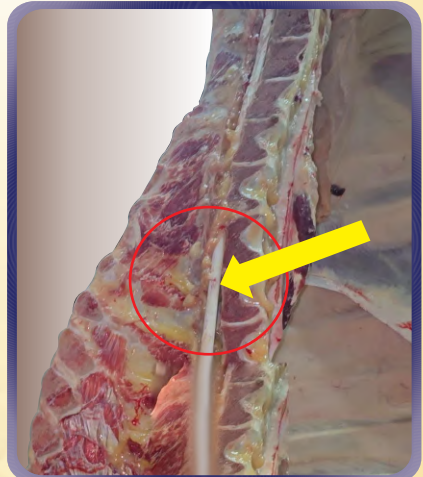
بکرے کا مغز (دماغ) اور حرام مغز

بکرے کے گردے

بڑے جانور کا گردہ

بکرے کی تلی، دل، پھیپھڑے اور کلیجی کی ایک ساتھ تصویر

گائے کی تلی

مرغی کی دُمچی کی مختلف تصاویر (The Tail of chicken)

جس پر اشارہ کیا ہے یہ دُبُر یعنی بیٹ نکلنے کا مقام ہے جو حرام ہے اور اس سے نیچے جو دو انگلیوں میں حصہ ہے وہ دمچی ہے۔
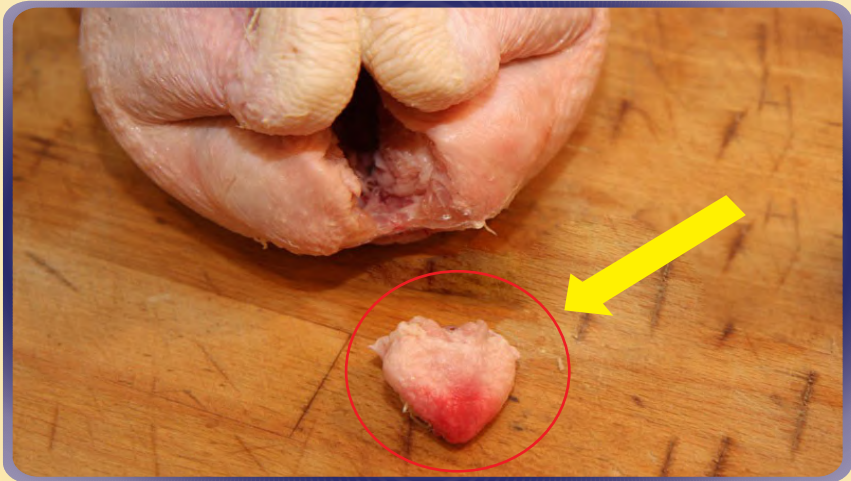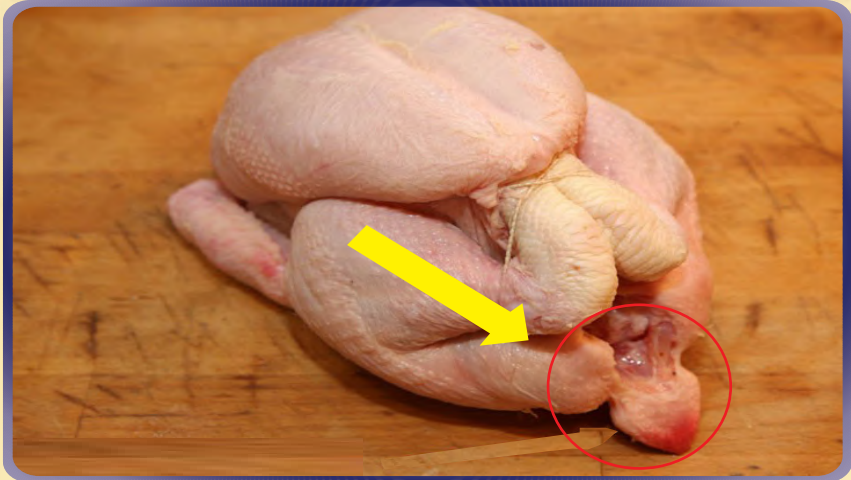
جانور کے مکروہ اجزاء کی ویڈیوز دیکھنے کے لیے
اس کیو آر کوڈ کو اسکین کریں۔

Halal Research & Advisory Council

دورِ جدید میں حلال فوڈز انڈسٹری روز افزوں ترقی پر ہے۔ خوراک کے ساتھ دیگر کئی جہات تک اس کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے، یوں اس سے متعلق حلال و حرام کے جدید شرعی مسائل سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس فیلڈ میں شرعی رہنمائی کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی) کے تحت ایک ذیلی شعبہ ”حلال ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل (Halal Research & Advisory Council)“ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس شعبے کے تحت فوڈز، کاسمیٹکس اور ادویات وغیرہ میں حلال و حرام سے متعلق جدید مسائل پر ریسرچ کی جاتی ہے اور فتاویٰ کا اجراء، علمی و تحقیقی لٹریچر اور کتب و رسائل کی اشاعت بھی کی جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں رینیٹ (Rennet) سے بننے والے ”پنیر (Cheese)“ کے شرعی حکم پر مشتمل ایک تحقیقی رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس میں جانور کے مکروہ اجزاء سے متعلق احکام کو ریسرچ کے بعد آسان انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ سات اجزاء کا ذکر حدیث پاک میں ہے اور مجموعی طور پر علماء نے 22 اجزاء بیان کئے ہیں۔ ان 22 اجزاء سے متعلق کچھ شرعی احکام واضح طور پر کتابوں میں نہیں ملتے، مثلاً یہ مکروہ تحریمی ہیں یا تنزیہی؟ جانے انجانے میں کوئی جز ہنڈیا میں چلا جائے تو کیا حکم ہوگا وغیرہ۔ جانور کے مزید بھی کچھ اجزاء ایسے ہیں جن سے متعلق لوگ سوالات کرتے رہتے ہیں، مثلاً مرغی کا پوٹا، مرغی کے پنجے، جانور کے گردے اور اوجھڑی وغیرہ۔ اس کتاب میں ایسے تمام اجزاء کا واضح حکم مع دلائل بیان کیا گیا ہے، یوں اس کتاب کا مطالعہ کرنا عام و خاص سب کے لیے ضروری اور مفید ہے۔